فَبِاَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

مُحَدِّث

رئیس التحریر

حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی - لاہور ۱۶

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کردینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کردینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کردینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ **محدّث** لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **مُحدّث** لاہور

جلد ۳ | صفر المظفر ۱۳۹۳ھ | عدد ۲

حرفِ اوّل

آج کل گرفتاریوں کا موسم ہے۔ الزامات کے شگوفے کھل رہے ہیں چمنِ زنداں میں بہار آئی ہوئی ہے۔ میاں طفیل محمد، صلاح الدین، الطاف گوہر، اسعد گیلانی اور حزب اللہ کے رہنما ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رونقِ زنداں ہیں۔

ادھر یار لوگوں نے ایک احتجاجی اجتماع میں زنداں کو جنت قرار دے دیا ہے اور گرفتاریوں کے خلاف حکومت سے احتجاج کرنے کو کفرانِ نعمت گردانا ہے۔

مجیب شامی نے اعلان کیا ہے "ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر محبِ وطن کو جیل میں بھیج دیا جائے؛ لہٰذا ہم سوئے زنداں رواں دواں رہیں گے اور وہی کریں گے جو صلاح الدین مدیر "جسارت"۔ الطاف گوہر مدیر "ڈان" نے کیا ہے اور ڈیڈ سے سلیری کرتے رہے ہیں کہ محبانِ وطن اور جاں نثارانِ اسلام کا یہی شیوہ ہے۔"

میاں طفیل محمد بقول صدرِ مملکت سرکاری مہمان بنا لیے گئے ہیں اور مہمان کی خوب تواضع ہوئی ہے —— ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے؟

اور کہیے تو پھر یہ کہیے ؎

یہ بات خاص نہیں پتھروں کی بستی میں
نہ پوچھ ٹوٹ گیا دل کا آئینہ کیسے؟

ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی طابع: رشید احمد چودھری مطبع: مکتبہ جدید پریس ۴۰ شارع فاطمہ جناح - لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

۱۔	فکر و نظر..... (خود غرضی اور تعصبات ملّی وحدت کے لیے عظیم فتنہ ہیں)		۳
	جائزے ------------------------		
۲۔	التفسیر والتعبیر	مولانا عزیز زبیدی	۱۷
۳۔	مدینہ منورہ (نظم)	عبدالرحمٰن عاجز (مالیرکوٹلوی)	۱۹
۴۔	الاستفتار	(رسائل و مسائل)	۲۰
۵۔	اسلامی نظام حیات اور جدید رجحانات (۲)	پروفیسر منظور احسن عباسی	۲۴
۶۔	فکر و نظر کی بجائے فکر و عمل	داعی الی الحق	۳۲
۷۔	تعارف و تبصرہ کتب	خواجہ عبدالمنان راز	۴۱

* بدنصیب * چٹانیں
* اربعین نووی (اردو) * ارمغانِ آزاد (جلد اوّل)
* معرکۂ ایمان و مادیت * اقوالِ مودودی
* کتابُ الوسیلہ

کتابت :۔ خبیب احمد سلیم مسجد مبارک لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خود غرضی اور تعصبات ملی وحدت کے لیے عظیم فتنہ ہیں

انہیں گھر راہ رو کو! ورنہ بھٹک جاؤ گے

نوعِ انسانی مختلف امتیازات اور تعصبات میں مبتلا تھی۔ اللہ نے کرم کیا، کتاب پاک اتاری اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر سب کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ روٹھے ہوئے گلے مل گئے، بچھڑے پھر جڑ گئے، دشمنِ جاں بھائی بن گئے اور افتراق و انتشار کے روگی وحدت اور اتحاد کے مسیحا ہو گئے—— اپنے اس احسان کا خداوندِ کریم نے یوں ذکر فرمایا ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (پ۴، آل عمران: ع۱۱)

"اور اپنے اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔"

فرمایا، آپ اس کے لیے اور جو بھی جتن کرتے، اتحاد و اتفاق کی یہ دولت حاصل نہ کر سکتے تھے:

لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ (پ۱۰۔ الانفال۔ ع۸)

یعنی اگر آپ روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کر سکتے، مگر (وہ تو) اللہ (ہی تھا جس) نے ان لوگوں میں الفت پیدا کر دی، بے شک وہ زبردست اور صاحبِ تدبیر ہے۔"

اور اس نعمت کے تحفظ کا علاج بھی خود ہی بتا دیا:

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (الانفال ع۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں لڑو جھگڑو نہیں (ورنہ) تم ہمت ہار دوگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

چونکہ انسان، انسان ہے، باہم الجھ پڑنا بعید از قیاس نہیں۔ ہو سکتا ہے کبھی لڑ بھی پڑے، تو فرمایا:

"فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا" (الحجرات: ع ۱) تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔

———— وہ کیسے؟ فرمایا:

"فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" (نساء۔ ع۸) پس اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔

یعنی ان کے احکام کی روشنی میں ان کے درمیان مفاہمت کرا دی جائے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک اس اصول پر عمل رہا، باہم بڑی سے بڑی لڑائیوں کے باوجود مشرق سے لے کر مغرب تک پوری ملتِ اسلامیہ متحد تھی، یہ بے کراں دنیا ایک ریاست تھی۔ ایک ہی ہمارا سیاسی سربراہ تھا۔ ایک ہی قوم مسلم تھی، ایک ہی جھنڈا تھا، ایک ہی فوج تھی، ایک ہی ہائیکورٹ اور ایک ہی انتظامیہ تھی، لیکن بعد میں جذبۂ اتباع میں جیسے جیسے کمی واقع ہوتی گئی، خود رائی اور خود مختاری کے اتنے ہی حلقے اور دائرے بنتے چلے گئے۔ جن کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ ایک ہی علاقے کے لوگ باہمی مناقشت اور بغض و عناد کے طویل چکروں میں الجھے ہوئے ہیں جو بلاشبہ کسی بھی قوم کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوندِ کریم نے مسلمانوں کو افتراق اور انتشار کے ہر رنگ سے روکا اور نہایت سختی کے ساتھ تنبیہ فرمائی:

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ
كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (پ۲۱۔ الروم۔ ع۴)

"اور (ان) شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور فرقے (فرقے) ہو گئے۔ ہر (طریقہ) جس کے پاس ہے وہ اسی پر لٹو ہے۔"

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا"

کہ باہم ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، حسد نہ کرو، اور نہ ایک دوسرے سے روٹھ کر رہو بلکہ اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو کر رہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے اخوت اور اتحاد کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور منافرت و منافشت کی ہر طرح سے نفی فرمائی ہے۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ مثلاً فرمایا:

"لا یحل لمؤمن ان یھجر اخاہ فوق ثلثة ایام"

کہ کسی مومن کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی رکھے۔

اسی طرح اجتماعی طور پر منافشت کو قتل سے بھی مذموم گردانا:

الفتنة اشد من القتل — کہ فتنہ (یعنی لڑائی جھگڑا اور فساد وغیرہ کرنا) قتل سے بھی بدتر ہے۔

علاوہ ازیں باہم لڑائی جھگڑا اور فساد کو اس حد تک برا جانا کہ لیلۃ القدر جس میں عبادت کو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے ——— کی برکات اور انوار سے اس شخص کو محروم کر دیا جو اپنے کسی بھائی کے لیے اپنے دل میں کینہ اور بغض رکھتا ہے اور اس سے قطع کلامی کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ:

"مجھے لیلۃ القدر کا علم دیا گیا اور میں اپنے صحابہ کو اس کے بارے میں بتلانے نکلا کہ راستے میں دو مسلمانوں کو جھگڑتے دیکھا جس (کی نحوست) کی بنا پر یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی۔"

اور اس کی حوصلہ شکنی یوں بھی فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

"ابلیس کا تخت پانی پر ہے۔ وہ شام کو اپنے چیلوں چانٹوں کی رپورٹیں سنتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ میں نے آج قتل کروایا ہے اور کوئی یہ رپورٹ دیتا ہے کہ میں نے آج حضرتِ انسان کو زنا میں ملوّث کیا ہے اور کوئی کسی اور برائی کا ارتکاب کروانے پر فخریہ طور پر اس کارنامے کا اظہار کرتا ہے ——— لیکن ابلیس ان سب کے بیانات سنتا جاتا ہے اور ان کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیتا ہے حتیٰ کہ ایک شیطان یہ رپورٹ دیتا ہے کہ میں نے آج دو مسلمانوں بھائیوں کو آپس میں لڑوا دیا ہے تو ابلیس اپنے تخت سے اٹھ کر اسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے "مرداں چنیں کنند" ——— کہ تم نے تو بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابلیس کی یہ خوشی بجا ہے، عموماً محدود پیمانے پر لڑائی جھگڑا اور فساد لبعد میں فرقہ وارانہ آویزش یا طبقاتی اور نسلی عصبیت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور اس وقت کوئی بھی قوم جس میں یہ وبائیں پھوٹ پڑتی ہیں، اپنی وحدت اور یک جہتی کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عصبیت" کی مذمت کرتے ہوئے نہایت سختی کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ،

"لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة ــــــ" (ابو داؤد)

کہ جو شخص "عصبیت" (قوم، برادری، نسل یا علاقہ کی بے جا حمایت) کی طرف لوگوں کو بلائے، ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں! نیز جو شخص اس بے جا حمایت میں مرگیا اس سے بھی ہمارا کوئی تعلق نہیں!

حضرت واثلہؓ نے پوچھا،

"یا رسول اللہ! ما العصبیة" قال "ان تعین قومك علی الظلم"

حضورؐ! عصبیت کسے کہتے ہیں؟ فرمایا، آپ کا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا۔

ــــــ مشرقی پاکستان کا حشر ہمارے سامنے ہے، منافرت انگیز ذہنیت اور نعروں کا انجام ہم نے دیکھ لیا۔ اس کے باوجود، اب مغربی پاکستان میں بھی پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھانی کے نعرے لگائے جا رہے ہیں اور ہمارے انتہائی نیک دل اور سادہ لوح عوام ان نعرے ایجاد کرنے والوں کو جو پوری ملت اسلامیہ کے لیے وبال جان بن رہے ہیں اور بنے آ رہے ہیں، ابھی تک نہیں پہچان سکے، ہم یہ سمجھتے تھے کہ اتنے جان کاہ چرکوں کے بعد ان کی آنکھیں کھل جائیں گی مگر افسوس ابھی تک انہی لوگوں کو مسیحا سمجھا جا رہا ہے جو بجائے خود بیماری ہیں ــــــ ذرا سوچئے تو کہ جن لوگوں کو خدا اور رسول کی شرم نہیں وہ اس کی مخلوق سے کیا حیا کریں گے اور ملک اور قوم کا کیا بھلا چاہیں گے ــــــ جن کی زندگیاں اللہ اور رسول کی باغی ہیں، جو کلمہ پورا پڑھنا نہیں جانتے، جنہوں نے مسجد کا کبھی منہ نہیں دیکھا، جو روزے کے نام سے ناواقف ہیں، جو اول درجے کے شرابی، کبابی، قرآن و حدیث سے بالکل بے خبر اور صحابہؓ اور بزرگانِ دین سے ناآشنا ہیں۔ انہی سے آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ آپ کو متحد رکھیں گے ــــــ کیا اس لیے آپ نے ان کو ووٹ دیے تھے کہ وہ آپ کو صوبائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصبیت، علاقائی ذہنیت، نسلی امتیازات اور طبقاتی مفادات کے چکروں میں ڈال کر تباہ و برباد کر دیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر آپ ان کا احتساب کیوں نہیں کرتے، ان کے ہاتھ کیوں نہیں پکڑتے، بس لیجیے اور کان کس کر رسی لیجیے! اگر آپ لوگوں نے ان کے ہاتھ نہ پکڑے تو خدا کی پکڑ سے کبھی نہ بچ سکو گے اور جب اس نے پکڑ لیا تو کہیں سے بھی کوئی تمہاری فریاد کو نہ پہنچ سکے گا ——— یہ علاقائی، لسانی اور طبقاتی نعرے اچھالنے والے بلاشبہ خدا، اس کے رسول، اسلام، ملک، قوم اور خود تمہارے اپنے دشمن ہیں۔ ان کی راہ روکو، ورنہ مٹ جاؤ گے اور پھر ——— تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں!

جائزے

اب بھی کہتے ہیں کہ اسلام خونخوار تحریک ہے!

جہاد حسب حال ایک دینی فریضہ ہے اور عبادات میں اس کا سب سے اونچا مقام ہے۔ لیکن یہ ملک و نسب کے نام کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہوتا ہے اور اس سے غرض صرف احتساب اور تادیب ہوتی ہے تاہم ۲۳ سالہ نبوی جہاد کے درمیان جانبین سے جو فوجی کام آئے ان کی تعداد صرف (۷۷۰) نو سو ستتر ہے۔ مسلم شہداء کی تعداد (۳۰۰) اور مقتولین کفار کی (۶۷۷) ہے۔

حالیہ جنگ ویت نام میں جو ۱۲ سال جاری رہی اس کی تباہ کاریوں کی جو تفصیل شائع ہوئی ہے مختصراً یہ ہے:

امریکی نقصان

ہلاک:	چھیالیس ہزار	۴۶۰۰۰
زخمی: (داخل ہسپتال)	ڈیڑھ لاکھ	۱۵۰۰۰۰
زخمی: (جو ہسپتال میں داخل نہ ہوئے)	ایک لاکھ پچاس ہزار تین سو سولہ	۱۵۰۳۱۶
لاپتہ:	ایک ہزار تین سو چالیس	۱۳۴۰
قیدی:	پانچ سو نواسی	۵۸۹
حادثات و امراض میں مرنے والے:	دس ہزار دو سو اٹھانوے	۱۰۲۹۸
مالی نقصان:	دس کھرب پچاس ارب	۱۰۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنوبی ویت نام

ہلاک:	ایک لاکھ تراسی ہزار پانچ سو اٹھائیس	۱۸۳۵۲۸
مرنے والے کمیونسٹ:	۹ لاکھ پچیس ہزار	۹۲۵۰۰۰
شہری ہلاک (رفیوجی کے حساب سے)	چار لاکھ پندرہ ہزار	۴۱۵۰۰۰
(سب کمیٹی کے حساب سے)	نو لاکھ پچیس ہزار مجروح	۹۲۵۰۰۰

شمالی ویت نام

ابھی اس کے نقصانات کا اندازہ نہیں کیا گیا۔ سائیگان کے امریکی کمان کا اندازہ یہ ہے کہ شمالی اور جنوبی ویت نام اور لاؤس کے ۳۶۹۵ طیارے اور ۴۸۳ ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے۔ روس نے ۲/۱ ۵ ارب ڈالر کا فوجی ساز و سامان دیا اور چین کا تقریباً ۳ ارب ڈالر خرچ ہوا۔" (نوائے وقت ۲۶ جنوری)

یہ بالکل محتاط اندازہ ہے بہر حال اتنی تباہ کاری کے باوجود یہ خونخوار درندے مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ یہ خون خوار لوگ ہیں ____ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی ____!

سیاسی حج یا سیاسی رشوت!

پیپلز پارٹی کے کارکن اور مرکزی وزیر اطلاعات و حج جناب کوثر نیازی نے ایک اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"پیپلز پارٹی اپنے دورِ حکومت میں تمام کارکن صحافیوں کو فریضۂ حج ادا کرنے کا موقع دے گی۔" (وفاق ۲۴ جنوری)

وزیر موصوف حج اوقاف جیسے دینی شعبوں سے وابستہ ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ اس سلسلہ کی خدمات محض ایک دینی فریضہ کے طور پر انجام دیتے، لیکن افسوس! محض جماعتی فریضہ، سیاسی تقاضا اور پارٹی مفاد کو سامنے رکھ کر یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس لیے بار بار یہ رٹ بھی لگاتے رہتے ہیں کہ "پہلی حکومتوں نے یہ کام نہیں کیا، پیپلز پارٹی نے کیا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ سیاسی حج شاید ہی ان کی جماعت کے لیے بابرکت ثابت ہوں۔

اب کارکن صحافیوں کو نوید سنائی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے پس منظر میں جو "فکر" کام کر رہا ہے وہ بھی سراپا سیاسی ہے جس سے غرض صرف پارٹی کے کاروبارِ سیاست کے لیے ایک "تعویذ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنا ہے، تعویذ کیا پہلی سیاسی عمارت کے لیے کچھ اینٹ اور گارا کی تلاش منظور ہے۔

اس قسم کی سیاست غلنی پیپلز پارٹی کے کارکنوں میں عام ہوگئی ہے، اتنی شاید ہی کسی اور میں ہو۔ غریب عوام کا نعرہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور روحانیات کے سلسلہ میں تو پارٹی نے کچھ "فقیہانِ شہر" کی خدمات بھی لے رکھی ہیں۔

گو حج کی خدمات بہت عظیم ہیں لیکن جس شدّ و مد کے ساتھ ان کو اچھالا جا رہا ہے۔ ویسی تڑپ ان کی زندگی کے عنوان سے نمایاں نہیں ہو رہی۔ قول و عمل کا یہ تضاد اسلام کے مستقبل کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہ لوگ ان خدمات کو محض رضائے الٰہی کے لیے انجام دیں اور ان کو دکھلاوے اور سیاسی مفاد کی آمیزش سے بالکل پاک رکھیں۔

ایک گزارش اور بھی ہے کہ اگر وزیرِ اطلاعات کو کسی کو حج کرانا ہی ہے تو ان لوگوں کی تلاش کریں جن کی زندگیاں پاکیزگی اور طہارت میں حرم کا نمونہ ہیں اور جو پروانوں کی طرح شمعِ حرم کے لیے بے چین اور بے کل رہتے ہیں ——— کیونکہ حج سے غرض صرف حجاز کا پھیرا نہیں ہے بلکہ یہ ایک قلب و نگاہ کی تخلیق اور آتشیں اعمالِ حیات کا احیاء ہے۔ ہمارے خیال میں "حجاج اگاؤ" کی اس مہم چلانے سے زیادہ خود اپنی زندگی میں انقلاب بپا کرنے کی ضرورت ہے جو حضورِ خداوندی میں باریاب ہونے اور تحفۂ درویش پیش کرنے کے لیے مناسب اور ضروری ہے ——— ورنہ ایں شور و فغاں چیزے نیست ——— !

صدر بھٹو کا دربارِ عام!

کراچی میں صدر موصوف نے دربارِ عام لگایا اور عوام کی شکایات سنیں اور وہیں بہت سے مقدمات کے سلسلے میں ہدایات جاری کیں اور فیصلے بھی سنائے (اخبارات)

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام آباد سے چل کر صرف کراچی میں جا کر کیوں دربار لگایا۔ راولپنڈی لائل پور، ملتان، لاہور اور بہاولپور جیسے شہروں میں یہ دربار کیوں نہ لگے؟ ——— جو مقدمات وہاں سنے، ان سے کہیں زیادہ سنگین کیس دوسرے علاقوں میں موجود ہیں اور اس قسم کے لوگ آپ کو بکثرت ملیں گے جن کی پکار اللہ کے سوا اور کوئی سننے والا ہی نہیں ہے۔ آخر ان کی طرف بھی تو اک نگاہِ کرم درکار تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر موصوف ایک سیاسی پارٹی کے رہنما اور ملک کے صدر ہیں، جن کے فرائض میں عدالتوں کے کام میں مداخلت کرنا نہیں بلکہ عدالتوں کے فیصلوں کو نافذ کرانا ہے، لیکن یہ عجیب قصہ ہے کہ اب جناب ___ نے "شعبۂ عدالت" بھی اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

پارٹی اگر ملک، قوم اور اپنا بھلا چاہتی ہے تو اس کو اخلاص اور سنجیدگی کی راہ اختیار کرنی چاہئے ملک اور قوم کی قیادت کوئی کھیل تماشا تو ہے نہیں، اس کے لیے خون، پسینہ اور دن رات ایک کر دینے کی ضرورت ہے بہر حال اگر دفترِ عمل میں اخلاص اور استعداد کی کچھ پونجی موجود ہے تو پیش کیجئے، پوری قوم اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گی اور اگر اِدھر اُدھر کی باتوں سے اس کو بہلانے کی کوشش کی گئی تو وہ پارٹی کے پورے مستقبل کو مسترد کر دے گی۔

کراچی میں جا کر بہت ہی گمنام اور عام قسم کے کیس سنے ہوں گے اور خدا جانے ایک ہی نشست میں ان مقدمات کے پورے مالہٗ وما علیہ کو کیسے سمجھا اور کس بنیاد پر آناً فاناً فیصلے سنائے — یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ ہماری ناچیز عقل سے باہر ہیں — کیا ہی اچھا ہوتا اگر صدر موصوف ڈاکٹر نذیر احمد شہید اور خواجہ رفیق کے کیس کی روداد بھی سنتے اور "جرمِ حق" کے ان مجرموں کی بھی دادرسی فرماتے

ع ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

خود لاڑکانہ شہر میں دن دہاڑے جماعتِ اسلامی کے دفتر کو جس طرح تہس نہس کیا گیا تو کیا وہ موقع دربارِ عام کا نہ تھا — گھر میں جو کیس بن رہے ہیں ان کی فکر کون کرے گا؟

دل کسی کے ساتھ اور تلواریں کسی کے ساتھ!

لاہور پہنچنے کے بعد ہوائی اڈے پر ایک اخبار نویس نے پروفیسر غفور احمد سے پوچھا کہ:

"کیا دستور کو جمہوری اور اسلامی بنانے کے لیے آپ کو پیپلز پارٹی کے بعض ارکان کا تعاون بھی حاصل ہوگا؟"

تو انہوں نے کہا کہ:

"ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہ پوچھئے، یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں، یوں وہ جمہوریت کے ہم سے بڑھ کر حامی بنتے ہیں اور نجی ملاقاتوں میں ہمیں یہ طعنے دیتے ہیں کہ ہم حکومت سے سمجھوتہ کر رہے ہیں مگر اسمبلی میں ان کا کردار یکسر مختلف ہوتا ہے۔ ان کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ عجیب ہے۔ ان کے دل کسی کے ساتھ ہیں اور تلواریں کسی کے ساتھ۔" (وفاق ۴ر فروری)

— دراصل یہ لوگ کچھ غیر نظریاتی قسم کے ہیں، ورنہ اس قسم کی پالیسی قوم کے منتخب رہنماؤں کے لیے عجیب سے عجیب تر ہے۔

قومی رہنما بہت بڑی اکسیر ہیں، بشرطیکہ قوم ان کے انتخاب میں احتیاط برتے۔ ورنہ یہ اکسیر بے کار شے سے بھی بدتر ثابت ہوتی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آپ کو یہی محسوس ہوگا کہ برسوں سے ہمیں کچھ اسی قسم کے لوگوں سے پالا پڑ رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ——!

یہ قومی غیرت کے خلاف ہے!

لفٹیننٹ جنرل امیر عبداللہ خان نیازی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:

"ابھی پچھلے دنوں اخبارات میں جنگی قیدیوں کی رہائی کے لیے لاہور میں نکلنے والے خواتین کے جلوس کی تصویریں شائع ہوئی ہیں جس میں خواتین ماتم کناں ہیں۔ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ مجھے اس سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے۔ خدارا ان مظاہروں سے اجتناب کریں —— خدارا ہماری رہائی کے لیے آنسو نہ بہایئے۔ ہم ذلت کی رہائی سے دشمن کی قید میں رہ کر مرجانا بہتر سمجھتے ہیں۔" (وفاق ۸ر فروری)

اب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر کورٹ والڈہیم کی آمد پر اسلام آباد میں جس طرح سسکیاں بھرتے اور روتے ہوئے خاموش مظاہرہ کیا گیا اور جس عاجزی اور انکساری کے ساتھ ان کے سامنے اپیلیں کی گئی ہیں، جب جنرل نیازی اس کی رپورٹ پڑھیں گے تو ان پر کیا گزرے گی؟ وہی جانیں، ان کے سامنے اپنا کیس رکھیں۔ لیکن وضع داری اور خودداری پر آنچ نہیں آنی چاہیے، ورنہ شرم کے مارے قوم کی گردنیں جھک جائیں گی۔ کاش! ہم خوشی اور غمی ہر حال میں سنجیدہ اور باوقار رہنا سیکھ سکیں۔ مندرجہ ذیل خبر ہمارے لیے حددرجہ آزاردہ ہے جس سے ہماری عزت نفس کو سخت ٹھیس پہنچی ہے، ملاحظہ ہو:

"بھارت میں قید مشرقی پاکستان کے سابق فلیگ آفیسر کمانڈنگ ایئر ایڈمرل ایم شریف کی بارہ سالہ بیٹی مس راحت شریف نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام ایک خط میں استفسار کیا ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کے ابو بھارتی قید سے کب واپس آئیں گے۔ میں اپنے ڈیڈی سے بہت اداس ہوں، اگر آپ ہمارے ڈیڈی ہمیں واپس لا دیں تو ہم سب آپ کو دعائیں دیں گے۔"
(نوائے وقت ۸ فروری)

اس پر ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ:

خریدیں نہ جس کو اپنے لہو سے — مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشاہی

پیپلز پارٹی کا تکیہ کلام!

طفل تسلیوں کے لیے ارباب اقتدار نے اب تک جو نعرے تجویز کیے ہیں یا انہوں نے اپنا جو تکیہ کلام بنا رکھا ہے ان میں سے دو یہ ہیں:

۱۔ "ہم نے فلاں کام کے کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔"

۲۔ "ہم کسی کو اس کی اجازت نہیں دیں گے۔"

اور یہ کہہ کر دراصل وہ عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں،

ہم آئے کہ بس آئے!

ہمراز مرے غمخوار مرے امر نے ہی نہیں دیتے مجھ کو — ہر بار یہی کہتے ہیں مجھے، وہ آتا ہے وہ آتا ہے

جب تک یہ لوگ عوام کے ساتھ ایسی پالیسی ترک نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ان کے کسی کام میں کوئی برکت نہیں ہوگی اور نہ ہی عوام کے مصائب حل ہوں گے۔

دراصل ارباب اقتدار اپنے ہر کھوکھلے وعدہ اور نعرہ میں ناکام ہو جانے کے بعد نیا پینترا بدلنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں تاکہ بھرم باقی رہے۔

پیپلز پارٹی کو، قوم کو جفاکیش، سخت کوش اور خلاق بنانے کی کوشش کرنا چاہیے تھی۔ کیونکہ زندہ قوموں کی یہی نشانی ہوتی ہے، مگر افسوس! اس نے اس کے بجائے بیٹھے بٹھائے اللے تللے کرنے اور تن آسانی کے خواب دکھا دکھا کر پوری قوم کی ہمتوں، ولولوں اور کارکردگی کو سخت نقصان پہنچایا ہے اگر ہم یہ کہیں کہ قوم کے ساتھ اس نے جو زیادتیاں کی ہیں، یہ زیادتی ان سب سے بڑی زیادتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

قوم کو لفظوں کی شعبدہ بازی کے ذریعے بہلانے والے انجام کار بری طرح فیل ہو جاتے ہیں،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ پھر کوئی طبقہ ان پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا نام بھی ایک "گالی" بن جاتا ہے جیسا کہ اصلی مسلم لیگ کا اب حال ہو گیا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اب پیپلز پارٹی سوچنے اور کام سے عہدہ برآ ہونے کے بجے سنجیدہ اور ٹھوس اقدار پر ایمان لائے اور قوم کی تعمیر سیرت کی طرف صدق دلانہ توجہ دے۔ تاکہ قوم کا کچھ بھلا ہو۔ پارٹی کے شعبدہ بازوں نے شعبدہ بازی کی اتنی بھرمار کی ہے کہ اب عوام کا پوری پارٹی سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے بلکہ اس پارٹی کا نام "ریاکاری اور شعبدہ بازی" کا مترادف ہو کر رہ گیا ہے۔

یہ ایک دوست ملک کے ترجمان اور ہمارے مہربان ہیں!

قاہرہ (مصر) کے بااثر نیم سرکاری روزنامہ "الاہرام" کے ایڈیٹر حسنین ہیکل نے دہلی میں بین الاقوامی مطالعات کے سکول میں اساتذہ اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

> "بنگلہ دیش کے بحران اور پاک بھارت جنگ سے قبل بھارت کے لیے روس کی بیشتر امداد مصر کے راستے مصری حکومت کے علم سے آتی رہی ہے اور ہم سرگرم طور پر آپ کی امداد کر رہے تھے۔"

انہوں نے کہا کہ:

> "۶۷ء کی عرب۔ اسرائیل جنگ کے بعد مصر عرب ممالک میں زیادہ کام کر رہا ہے کیونکہ ان موجودہ حالات میں اسرائیل کے مقابلہ میں عرب ملکوں کی حمایت زیادہ ضروری ہے تاہم اس پس منظر میں بھی مصر بھارت کی ہر ممکن مدد کرتا رہا تھا۔"

انہوں نے کہا کہ:

> "ہم غیر جانبدار نہیں تھے، نہ لاتعلق تھے اور نہ ہی ہمارا رد یہ منفی تھا۔" (نوائے وقت یکم فروری)

پاکستان میں آکر اس "نادان دوست" نے کہا کہ:

> "وہ بنگلہ دیش کی تخلیق کو غیر حقیقی تصور نہیں کرتے۔ لاہور کے ہوائی اڈہ پر جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ بنگلہ دیش کے معرض وجود میں آنے کو مصنوعی تصور کرتے ہیں" تو کہا "ہرگز نہیں۔ بلکہ میں اپنی حکومت کو واپس جا کر مشورہ دوں گا کہ وہ بنگلہ دیش کو تسلیم کرے۔ انہوں نے پاکستانیوں سے کہا کہ اب ماضی کو بھول کر اپنے مسائل حل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں"۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ "اسرائیل نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، کیا وہ اسے فراموش کر دیں گے؟" تو کہا "اسرائیل کی جارحیت یہاں سے بہر حال قطعی مختلف ہے" (نوائے وقت ۶ فروری)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسٹر ہیکل بھارت کی خوشامد کی قسم کھا کر آئے تھے۔ ورنہ ایک برادر ملک کے ترجمان ہمارے ہاں آکر ہمیں کوسیں، بہت مشکل ہے۔

مسٹر ہیکل ایک ایسے ملک کے ایک فرزند ہیں، جہاں گاؤ پرستی کو ایک مقام حاصل رہا ہے یہی خونی رشتہ شاید ان کو بھارت کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور کر رہا ہے۔ بلکہ ہم شروع سے دیکھ رہے ہیں کہ ہیکل نے ہمیشہ بھارت سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے، اور پاکستان کے سلسلہ میں انتہائی سرد مہری کا برتاؤ کیا ہے۔

مصر صرف ایک دوست ملک نہیں بلکہ برادر ملک بھی ہے۔ ان سے ہمیں ہمیشہ نیک توقعات رہی ہیں۔ اس لیے ان کے سلسلہ میں ہمارے وہی جذبات رہے ہیں جو ایک بھائی کے ہو سکتے ہیں۔ مگر حسنین ہیکل نے مصری حکومت کے سلسلہ میں جو تاثر اکر دیا ہے اس سے خود مصری حکومت کی بھی کوئی خدمت نہیں ہوئی۔ بہر حال مسٹر ہیکل "یہود" کے ساتھ "ہنود" کو سمجھنے میں بھی ناکام رہے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کے حقوق پامال کرتے ہوئے ذرہ بھر نہیں شرمائے۔ آخر ڈھٹائی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

غیر طبقاتی معاشرہ کا قیام!

پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی لیڈر مسٹر محمد حنیف رامے نے اسمبلی میں امن عامہ اور عام نظم و نسق پر بحث کے دوران اعلان کیا کہ "ان کی جماعت ملک میں غیر طبقاتی معاشرہ قائم کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بغیر معاشرے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔" (نوائے وقت ۳؍ فروری)

ملک کے اندر طبقاتی جذبات کی بنیاد پر کامیاب ہونے والی پارٹی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ غیر طبقاتی معاشرہ قائم کرنے کے نعرے بلند کرے۔ دراصل یہ نعرے سستی شہرت حاصل کرنے اور عوام کو بہلانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ اس لیے ہمیں یہ دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی کے رہنما ابھی تک قوم کے جذبات سے کھیلنے اور ان کو سبز باغ دکھا کر ان کا استحصال کرنے سے باز نہیں آرہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینن کے مقبرے پر پھول!

"پاکستان کے وزیر قانون اور پارلیمانی امور .... مسٹر پیرزادہ عبدالحفیظ اپنے دورۂ روس کے دوران لینن کے مقبرے پر بھی تشریف لے گئے اور اس پر پھول بھی چڑھائے" (نوائے وقت)

اسلامیہ جمہوریہ کے ایک مرکزی وزیر کا یہ عمل دراصل عہد حاضر کے مصنوعی خداؤں کے حضور میں ایک نذرانۂ عقیدت ہے۔ کیوں؟ صرف اسی توقع پر کہ شاید ان کی بگڑی بن جائے ؎

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے (اقبال)

یہ لینن وہ صاحب ہیں جو اپنی تحریر و تقریر میں اس بات پر زور دیتے رہے کہ:

"اشتراکین کے عوام و خواص کا نصب العین حیات ہی یہ ہونا چاہیئے کہ وہ ہر ممکن کوشش صرف کر دیں کہ خدا سے اس کا غلبہ و تسلط اور سطوت و حکومت چھن جائے کیونکہ خدا کا بدترین دشمن خدا کا وجود ہے" (لینن اینڈ گاندھی)

"سرمایہ داری کی سیرمری قوتوں نے ذہن انسانی میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے جس سے ایک حاکم اعلیٰ کے تخیل کی بنیاد پڑی۔ اسے انسان نے خدا کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ سو جب تک خدا کا تخیل ذہن انسانی سے فنا نہ کر دیا جائے یہ لعنت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔" (ہیمبر اینڈ ہیکل)

"دنیا میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا استبداد کا حامی خود خدا ہے۔" (بالشوزم)

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، اور اسلامی دستور کے حامیوں اور مدعیوں کی طرف سے ایسے دشمن خدا "لینن" کے مقبرے پر پھولوں کی چادریں چڑھانا کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔

بیچ ہی دیتے ہیں یوسف سا برادر اپنا!

اسلام آباد میں عراقی سفارت خانہ سے روسی ساخت کا جو اسلحہ برآمد ہوا ہے، اس سے ہر مسلم انگشت بدنداں ہے اور ہر شخص کی زبان سے بے ساختہ نکلا ہے ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی دیتے ہیں یوسف سا برادر اپنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ جو کچھ ہوا ہے، وہ اور اصل جو ہونے والا ہے، اس کی طرف ایک مکروہ تلمیح ہے کہ

؎ عاقل را اشارہ کافی ست!

گلہ غیروں سے نہیں، کیونکہ غیر تو ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ گلہ اپنوں سے ہے، لیکن ان سے بھی نہیں جو "بے خدا دنیادار" بندے ہیں، کیونکہ یہ عموماً "بے ضمیر اور بکاؤ" مال ہوتا ہے، اصل شکوہ اپنے اسلام کے نام لیوا عوام سے ہے، جو ایسے لوگوں کو اپنے اوپر مسلط کر کے ملک، ملت اور دین و ایمان کے لیے فتنے پیدا کرتے رہتے ہیں ـــــ اب بھی اسلحہ کی سمگلنگ کو ملکی حاجت سے زیادہ اپنی پارٹی کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

ہم مسلم عوام کو ان کے خدا کے نام کا واسطہ دے کر اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ عالمِ اسلام کے کتنے مومن بندوں کو آپ نے ملتِ اسلامیہ کی قیادت عطا کی ہے؟ یا جن کو آپ نے اپنی رہنمائی کے لیے انتخاب کیا ہے، ان میں سے کتنے ہیں جن کے نام اور کام سے اسلام کا بول بالا ہوا اور ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے کام ہوئے؟ اور وہ کتنے مائی کے لال ہیں جن کی شخصیت اور مساعی میں سنتِ رسول ﷺ کی جھلک اور شرم دکھائی دیتی ہے! اگر جواب مایوسانہ ہے تو پھر اپنے انتخاب اور ملکی قیادت پر نظرِ ثانی کریں، ورنہ یہ بکاؤ مال ہر قدم پر ملتِ اسلامیہ کے لیے عراقی "سفارت خانے" قائم کرتے رہیں گے۔ (العیاذ باللہ)

عبدالوحید شہید

موت تیری کہہ گئی عبدالوحید
ہیں جہاں میں اب بھی چنگیز و یزید
خون تیرا رائیگاں نہ جائے گا
اے وطن کے قوم کے دیں کے شہید

(۱)

مت کہو مردہ کہ زندہ ہیں شہید
ہے یہی قرآن کی واضح نوید
سن لے، اے جلاد تو یہ غور سے
زندہ و پائندہ ہے عبدالوحید

(۲)

راز کاشمیری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

التفسیر والتعبیر

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَثَمَانُوْنَ آيَةً وَأَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ بقرہ مدنی ہے، اس کی آیتیں ۲۸۶، رکوع ۴۰ ہیں — کل کلمے ۶۲۲۱

حروف ۲۵۵۰۰ ہیں — (خازن)

منظر اور پس منظر

دنیا ہرجائی تھی، بظاہر محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی کے ہیں مگر ٹٹولو تو کسی کے بھی نہ تھے، خدار کہتے تھے پر ان کا ان کے نرغے میں تھا، گو وہ انسان تھے مگر انسانیت کے بہت بڑے دشمن تھے، اس لیے مکی دور میں ان کو خدا فہمی، خدا جوئی، پاس وفا اور انسانیت کا درس دیا گیا اور کوشش یہ کی گئی کہ "مئے توحید" کا گھونٹ پلا کر ان کو یوں مست کر دیا جائے کہ اب ماسوا کا ان کو ہوش نہ رہے۔ ہوش آئے تو اسی کا، جائے تو اسی کے لیے۔ ایک جان چیز ہے کیا، ہزار جانیں پائیں تو لٹا دیں کہ لازوال زندگی ملے۔ کٹ مریں کہ رب ملے۔ بس مکی دور میں زیادہ تر اسی "بے داغ ذوقِ عبدیت اور پاک حوصلہ" کی تخلیق پر قناعت کی گئی۔ یہاں تک کہ وہ یوں اٹھے:

"ہم رہیں نہ رہیں، رہے نام اللہ کا"

جب قلب و نگاہ کی وہ اساس تیار ہو گئی، جس پر ملتِ اسلامیہ اور دینِ برحق کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے تو حکم ہوا، آگے چلیے!

مکی دور کی یہ کمائی، مدنی دور میں کام آئی، اب ملکی اور ملی حیثیت سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور خالصۃً تمدنی مسائل کی بسم اللہ بھی ہو گئی۔ فرد، ریاست، بین الاقوامی اور بین الانسانی امور سے پالا پڑا۔ یہ صورتِ حال آنے والے دور کے سلسلہ اور اس سے متعلقہ ذمہ داریوں کے بارے میں ایک لطیف تلمیح تھی۔ اس لیے ان کو بات سمجھ میں آ گئی کہ وہ اب کہاں کھڑے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوں میگویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

سورۂ بقرہ میں خلافتِ ارضی اور یہودیوں کے تمدنی مسائل کو بالخصوص ذکر کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو یہ احساس ہو جائے کہ حضرت آدمؑ سے جس خلافتِ ارضی کا آغاز کیا گیا تھا۔ اب اس کے وارث وہ ہیں۔ ترمذی شریف میں ہے کہ!

"حضور علیہ السلام نے فوج کا ایک دستہ روانہ کیا اور ان سے قرآن سنانے کی خواہش کی۔ سنتے سنتے جب آپ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے تو پوچھا، تمہیں کیا آتا ہے؟ اس نے کہا فلاں فلاں اور سورۂ بقرہ، آپ نے پھر سوال کیا؛ "أمعك سورة البقرة؟" (کیا تمہیں سورہ بقرہ آتی ہے؟) قال "نعم" (ہاں! آتی ہے) قال "اذهب فانت أميرهم" (جائیے! اب آپ ان کے سپہ سالار ہیں) (حدیث حسن) (ترمذی ابواب فضائل القرآن - ابن حدیث ۲)

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک انسان باخدا ہو تو سورۂ بقرہ کا فہم اس کو قیادت کا اہل بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں تقریباً وہ سب باتیں آگئی ہیں جو ملکی اور ملی مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مفید ہو سکتی ہیں مثلاً ——— ★ قیادت کاروبار نہیں، عبادت ہے۔

★ سیادت جاہلیہ نہیں، خدمت ہے۔

امیر؛ طاغوت کا محکوم نہیں، بندۂ خدا ہے۔

★ نفس، قوم اور گروپ کا غلام نہیں، میزان اور برہانِ الٰہی کا پابند ہے۔

★ طہارتِ نفس، احساسِ آخرت، خدا خوفی اور فہم دین اہلیت کے ثبوت کے لیے بنیادی شرائط ہیں۔

سورۂ بقرہ کی اہمیت اور اس کے اندر مدفون خزائنِ علمیہ، دینیہ اور سیاسیہ کا آپ اس سے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ صرف سورۂ بقرہ کی تعلیم و تربیت اور فہم کیلئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس سال اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو آٹھ سال صرف کرنا پڑے۔ (موطا امام مالکؒ)

اگر یہ کہا جائے کہ حکومتِ الٰہیہ کے قیام اور استحکام کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی کامیابی کا راز سورۂ بقرہ کی یہی تعلیم تھی تو کافی حد تک بجا ہو گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سورہ بقرہ کے علم و عمل کے سلسلہ میں جو لوگ جتنے راسخ ہوتے ہیں۔ اتنا ہی وہ شیطان کی شیطنت سے دور اور خدا سے قریب تر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ شیطان نے خود اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ بقرہ کی صرف آیۃ الکرسی کی تلاوت کا التزام رکھتا ہے وہ رات بھر شیطان کے تصرف سے محفوظ رہتا ہے۔

"فانك لن يزال عليك من الله حافظ ولا يقربك شيطان" (بخاری)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے۔

"ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیه سورۃ البقرۃ" (مسلم)

تلاوت سے جہاں غرض برکت ہے وہاں اس سے رہنمائی حاصل کرنے کا جذبہ اور اس کی تعلیمات کو ملحوظ رکھنے کا عزم صمیم بھی ہوتا ہے۔ یہاں تلاوت سے مراد ایسی ہی تلاوت ہے۔

عبد الرحمٰن عاجز

مدینۂ منورہ

آنکھوں میں ہے پھر حسرتِ دیدارِ مدینہ ۔۔۔ یاد آتا ہے پھر مسکنِ سردارِ مدینہ
گزرا ہوں میں تپتے ہوئے صحراؤں سے پیدل ۔۔۔ آسان ہوئی یوں رہِ دشوارِ مدینہ
وہ شوق کا عالم تھا کہ تھا جوشِ عقیدت ۔۔۔ پلکوں سے چنے میں نے خس و خارِ مدینہ
وہ کتنا حسیں، کتنا دلآویز سماں تھا ۔۔۔ جس دم نظر آنے لگے آثارِ مدینہ
دل ڈوب گیا کیف میں، بہنے لگے آنسو! ۔۔۔ جب سامنے آئے در و دیوارِ مدینہ
آنکھوں میں پھرے مسجدِ نبوی کے مقامات ۔۔۔ پڑھتے تھے نمازیں جہاں سردارِ مدینہ
یاد آتی ہے وہ جا کہ جہاں بیتِ نبی تھا ۔۔۔ اب داس پر ہے اب روضۂ سرکارِ مدینہ
ہوتا تھا ضیا بار جہاں بدرِ دو عالم ۔۔۔ یاد آتے ہیں وہ کوچہ و بازارِ مدینہ
کس طرح سکوں دل کو میسر کہیں آئے ۔۔۔ دامانِ تخیل میں ہے گلزارِ مدینہ

پھر عجب سے عاجز کو مدینے میں الٰہی!
ہو جائے شفایاب یہ بیمارِ مدینہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسائل و مسائل

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین (شرع مبین) اس مسئلہ میں کہ مولانا مولوی حاجی خیر محمد صاحب سکنہ موضع پنل منڈا تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ موجود ہے۔ آپ لاولد فوت ہوئے ہیں مگر ان کے مندرجہ ذیل وارثان موجود ہیں۔ بلحاظ شریعت یہ جائیداد وارثان میں کس قدر تقسیم ہونی مناسب ہے۔ مسئلہ سے مطلع فرماویں۔

وارثان: بیوی ایک، ہمشیرہ ایک، بھتیجگان ——"

محمد عاشق ولد اللہ بخش صاحب بلوچ

قذافی سٹیڈیم لاہور - ۲۴/۱/۷۴

الجواب بشرط صحت سوال

صورت مسئولہ میں متوفی کی جائیداد میں سے قرض اور وصیت (اگر کوئی ہو) منہا کر کے باقی جائیداد کے چار ۴ حصص کیے جائیں جن کو ورثا میں مندرجہ ذیل نسبت سے تقسیم کیا جا رہے:

۴ = ۱ : ۲ : ۱

وضاحت یوں ہے کہ: ۴ حصص
بیوی ۱ — ہمشیرہ ۲ — بھتیجگان ۱

۱۔ بیوی کو جائیداد کے چار حصص میں سے (اصحاب الفروض میں سے ہونے کی وجہ سے) ۱ حصہ قرآن کریم نے خاوند کے لاولد ہونے کی صورت میں اسے چوتھائی کا مستحق قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

"وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ" (النساء:۱۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ہمشیرہ کو چار حصص میں سے ۲ حصے (یہ بھی اصحاب الفروض سے ہے)

قرآن کریم میں ہے:

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ (ایضاً، ۱۷۶)

یعنی کلالہ (جس کے والدین نہ ہوں ......) لاولد مر جائے جبکہ اس کی ایک بہن ہو تو بہن کو کل ترکہ کا نصف ملے گا۔

۳۔ باقی (۴ - ۱+۲ = ۱) ایک حصہ عصبہ کا ہے۔ صورت مسئولہ میں قریبی عصبہ بھتیجگان (بھا کے لڑکے) ہیں۔ ایک حصہ ان میں برابر بانٹ دیا جائے۔ حدیث میں ہے:

"فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ" (متفق علیہ عن ابن عباس)

یعنی جو اصحاب الفروض سے بچ جائے وہ قریب ترین (عصبہ) مرد کے لیے ہے۔

هذا ما عندی والله عنده حسن الصواب

حافظ عبدالرحمٰن مدنی!

۱۸، ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

(۲)

"محترم المقام حضرت مولانا مدنی صاحب، مدظلہ العالی!

سلام مسنون کے بعد عرض ہے، آج ایک شیعہ دوست سے باتوں باتوں میں "متعہ" پر بحث چل نکلی۔ وہ متعہ کو حلال اور جائز کہتے تھے۔ میں حرام اور ناجائز کہتا تھا۔ آخر طیش میں میرے منہ سے یہ کلمات نکل گئے جو میں نقل کرتا ہوں:

"اگر اسلام میں متعہ جائز اور حلال ہے تو میں اسلام سے باز آیا۔" (نعوذ باللہ)

اتنے میں ایک بزرگ آ گئے، انہوں نے کہا کہ "متعہ" حرام اور ناجائز ہے۔ اب آپ میری رہنمائی کریں۔ میں اپنے کلمات سے سخت پریشان اور نادم ہوں۔ تمام احباب کو السلام علیکم۔ فقط"

محمد اشرف طارق خریداری نمبر ۱۵۶

جواب: (سائل کو اسی روز بذریعہ ڈاک بھیج دیا گیا تھا۔ برائے افادہ عام قارئین "محدث" میں بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائع کیا جا رہا ہے)

گرامی نامہ ملا! آپ کے انتظار و اضطراب کے پیش نظر فوری جواب حاضر ہے۔

آپ کے الفاظ فطرتِ سلیمہ اور حمیتِ اسلامیہ کی دلیل ہیں۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ اسلام ایسا نہیں ہو سکتا کہ متعہ جیسی قبیح چیز کو حلال قرار دے اور اگر متعہ جیسی چیز اسلام میں ہو تو ایسے اسلام سے آپ متفق نہیں ہو سکتے ۔۔۔۔۔۔ اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں سے کہنے کے لیے فرمایا:

اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ○ (الزخرف: ۸۱)

یعنی اگر رحمٰن کے لیے لڑکا ہو تو میں سب سے پہلے اس (لڑکے) کی عبادت کروں"

مطلب یہ ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ ورنہ آپؐ کسی صورت غیر اللہ کی پوجا کرنے والے نہ تھے۔ آپ بے فکر رہیے، تاہم جوش میں آن کر ایسے الفاظ آئندہ ادا کرنے سے پرہیز کریں۔ جوش میں انسان چونکہ حواس کھو بیٹھتا ہے اس لیے غلط بات منہ سے نکلنے کا امکان ہوتا ہے۔ بہرصورت جو الفاظ آپ نے کہے وہ قطعاً قابلِ گرفت نہیں ہیں۔ باقی رہا متعہ کی حرمت کا مسئلہ۔ وہ جیسا کہ کسی بزرگ نے اس مجلس میں بیان فرمایا۔ بالکل ٹھیک ہے۔ کسی مناسبت سے یہ مسئلہ محدث میں بھی تحقیق سے شائع کر دیا جائے گا ۔۔۔۔۔۔ ان شاء اللہ

(۲) حضرت علیؓ اور سیاست

مزید وضاحت

مضمون خلیفہ بلا فصل اور وصی رسول اللہؐ" (محدث ماہِ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ) کے بعض مندرجات کے سلسلہ میں بعض احباب نے مزید تشریح و توضیح کی فرمائش کی ہے جو حاضر ہے:

سوال: ا۔ آپ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

ب۔ یہ بات کہ حضرت علیؓ سیاسی سے زیادہ اہلِ علم تھے"؛ سے کیا مراد ہے۔

جواب: ا۔ حضرت علیؓ خلیفہ راشد تھے۔ اپنی باری پر مہاجرین و انصار کے منتخب کردہ، السابقون الاوّلون میں سے تھے، فاتح خیبر، صاحبِ ذوالفقار، عظیم مجاہد، اتقی امت (اقضاهم علی) داماد رسولؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہرِ بتولؓ، والدِ حسنینؓ اور شہید فی سبیل اللہ تھے۔

تقرب اور اختصاص کی وجہ سے حضورؐ کے خصوصی تربیت یافتہ، مفسرِ قرآن، بلند پایہ مجتہد، ملتِ اسلامیہ کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور کتاب و سنت کے اسرار و رموز کے رازداں تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) یہ ایک اضافی بات ہے، مقصد یہ ہے کہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) آپ سے بڑھ کر سیاست دان تھے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ باب سیاست میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی مقام اور مرتبہ ہی نہ تھا بلکہ آپ صاحبِ سیاست بھی تھے۔ ہاں آپ کی علمی حیثیت آپ کی سیاسیات سے بھاری تھی۔ تقابل وہاں ہوتا ہے جہاں دونوں کا وجود مسلّم ہو، ورنہ تقابل کے کوئی معنے نہیں رہتے۔

نیز اس کے یہ معنے بھی نہیں کہ آپ بالکل فیل رہے کیونکہ خارجی میدان میں بظاہر جس ناکامی کا آپ کو سامنا کرنا پڑا تھا وہ دراصل ان اہل تر ین رفقاء کے فقدان کا نتیجہ تھا جو شیخین کو حاصل تھے اور یہ ان کی ذاتی کمزوری کا نتیجہ نہیں تھا۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:

"حضرات شیخین کو ہم جیسے مشیر ملے تھے اور مجھے تم جیسے مشیر ملے۔" (کتبِ تاریخ)

"سیاسی تفوق سے عاری انسان" کا ذکر ایک عام اصول کے طور پر ذکر کیا ہے جس کا ائمہ نے ذکر فرمایا ہے اس جملہ کا تعلق آپ کی ذاتِ گرامی سے نہیں ہے کیونکہ آپ سیاسیات سے عاری نہیں تھے بلکہ صاحبِ سیاست تھے۔

اس اضافی نسبت میں جو قدرتی فرق محسوس ہوتا ہے، ہم سمجھتے ہیں وہ بھی دراصل حکمتِ الٰہیہ پر مبنی ہے کیونکہ بعد میں آپ کی ذاتِ گرامی کے سلسلہ میں جو غلو ہونے والا تھا، وہ دراصل جواب کے طور پر قدرت کی طرف سے یہ تقابلی مرتبت کی گنجائش رکھ دی گئی تھی تاکہ آنکھوں والے دیکھ سکیں اور آپ کے سلسلہ میں کوئی غلط مفروضہ قائم نہ کرنے پائیں۔ مگر افسوس! قدرت کی اس فیاضی سے بہت کم لوگوں نے استفادہ کیا ہے

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

عزیز زبیدی واربرٹن
ضلع شیخوپورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر منظور احسن عباسی

قسط نمبر ۲

اسلامی نظامِ حیات اور جدید رجحانات

تدبرِ قرآن

قرآنِ حکیم نے انسانی زندگی کے دو شعبے قرار دیے ہیں ان میں سے ایک کو ہم تقاضائے حیات سے اور دوسرے کو مقاصدِ حیات سے تعبیر کر سکتے ہیں یہ فکری الجھنیں محض اس لیے پیدا ہوتی ہیں کہ ہم نے ان تقاضا ہائے حیات کو مقاصدِ حیات تصور کر لیا ہے۔ کھانے پینے کی خواہش، جنسی میلانات، عیش و آرام کی طلب، خوب سے خوب تر کی تلاش، جمالیاتی ذوق، مکارہ سے بیزاری، حادثات سے تحفظ، زندگی سے محبت، مرض اور موت سے نفرت اور بہت سے ارتقائی رجحانات انسانی زندگی کے لوازمات یا تقاضوں میں سے ہیں۔

کیسی غلطی ہو گی اگر ہم ان تمام امور کو یا ان میں سے کسی ایک تقاضائے حیات کو عین مقصدِ حیات تصور کریں مثلاً شکم پری جو تقاضائے حیات میں سے ہے اسی کو زندگی کا مقصدِ محض قرار دے لیا جائے۔ اور انسان اپنی تمام جدوجہد صرف اسی مقصد پر مرکوز رکھے کہ کسی نہ کسی طرح پیٹ بھر کر روٹی مل جائے، تو کیا ہماری زندگی کو حشرات الارض یا جانوروں کی زندگی سے ممتاز سمجھا جا سکتا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی فلسفۂ حیات یہ کہتا ہے کہ انسان محض نفسانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور اس کی تمام تر مساعی کا اسی تقاضے کی تسکین کے لیے صرف ہونا عین ظفر و کامرانی ہے تو کیا کوئی بصیرت اس کی تائید کر سکتی ہے؟

شکم اور نفس کے ان فلسفوں کو عہدِ حاضر میں جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس کا سبب وہی فکری کج روی ہے کہ ہم نے زندگی کے تقاضوں کو عین مقاصد قرار دیا۔ مسلمانوں کے بعض دانشور طبقے جو مادہ پرست اقوام کے زیرِ اثر ہیں، اسی خلفشار میں مبتلا ہیں۔ اسی خلفشار کی تسکین کے لیے قرآنی آیات کی معنوی تحریف کی جاتی اور اسی مقصد کے لیے مسلمانوں کی بعض بااثر ہستیوں کو آلۂ کار بنانے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی جاتی ہے۔

اس کی ایک واضح مثال وہ ہے جو آج کل اقبال کے ایمانی عقائد کی تعبیر قوم پرستانہ نظریات سے کی جا رہی ہے اور اس کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ قرآنِ حکیم کو محض مادی ترقیات کا نصاب بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

یہاں پر ہم قرآنِ حکیم کے ان ارشادات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جن سے بنیاناں غلط ہیں، یا دانش مندانِ بے دین نے مادی ترقی کے انہماک ہی کو قرآنی تعلیم کا مقصد قرار دیا ہے اور اس کے لیے آیتِ تسخیر کو دلیل لاتے ہیں یعنی:

"سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ" (الجاثیہ: ۱۳)

اس اللہ نے تمہارے لیے زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو مسخر کیا ہے۔

"وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ" (النحل: ۱۲)

اور اس نے تمہارے لیے رات، دن، سورج اور چاند کو مسخر کیا۔

"وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهٰرَ" (ابراہیم: ۳۲) اس نے تمہارے لیے نہروں کو مسخر کیا۔

اس قسم کی متعدد آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ یہ فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز انسان کے لیے ہے۔ اس کی ترجمانی کرتے ہوئے اقبال نے کہا ہے:

ع جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

اور اسی خیال کو سعدی نے دہرایا ہے کہ:

ع ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار

کہ چاند سورج اور عناصر سب انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن ان سب کا منشاء یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے انسان کے فطری اور ارتقائی تقاضوں کی تکمیل میں سرگرم ہے گویا تخلیقِ کائنات کا اصل مقصد انسانیت کی تکمیل ہے۔ بدقسمتی سے اس کا یہ الٹا مطلب لیا گیا کہ انسانی زندگی کا مقصد ان تقاضوں کی تکمیل ہے۔ اس بنیادی کج فہمی کی بنا پر قرآنی تعلیمات کے اصل مقصد کو نظر انداز کر دیا گیا اور ہر وہ فرد یا ملت جس نے انسانیت کے ارتقائی منازل کی طرف قدم بڑھایا، اس کو قرآنِ حکیم کی آیات وارشادات الٰہی پر کاربند تصور کر لیا گیا۔ تسخیرِ کائنات کی اصطلاح کو انسانی زندگی کے مقاصدِ عالیہ میں شمار کیا جانے لگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عہد کے بے شمار ادیب، شاعر اور فلسفی تسخیر کائنات کے قصائد مرتب کرنے میں مصروف ہیں اور یہ کسی نے نہ سمجھا کہ تسخیر کائنات تو بڑی چیز ہے، صحرائے اعظم کے ایک ذرے اور بحر محیط کے ایک قطرے کو بھی انسان مسخر نہیں کر سکتا۔

کیونکہ عمل تسخیر صرف اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ تسخیر کا لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لیے استعمال فرمایا ہے مثلاً:

"سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى" ط (لقمان ۲۹)

یعنی چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہیں، یہ سب ایک مقررہ عرصہ تک جاری رہیں گے۔

"سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا" (زخرف ۱۳) وہ کیسی پاک ذات ہے جس نے اس کو اپنا تابع فرمان بنایا تاکہ ہم مستفید ہوں۔

"وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ" (الجاثیہ: ۱۳)

اس نے آسمان و زمین کی ہر شے کو تابع فرمان بنایا تاکہ ہم اس سے مستفید ہوں ——— یہ سب کچھ اسی کا کیا دھرا ہے۔

ان آیات سے واضح ہے کہ تسخیر کائنات ہمارا کام نہیں۔ یہ تو اسی کا کام ہے۔ البتہ اس کی تسخیر جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے ہم اس سے جس قدر چاہیں مستفید ہو سکتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہر جگہ تسخیر کا مقصد اشیائے کائنات میں ان کی خصوصیات و صلاحیات کی جکڑ بندی ہے۔ آگ اگر حرارت کی خاصیت میں جکڑی ہوئی نہ ہوتی تو آخر کوئی شخص اس سے روٹی کیوں کر پکا سکتا۔ اسی طرح ہر چیز کے اجزائے خلق کائنات کی خصوصی اور مقرر کردہ خاصیتوں کے حامل ہیں۔ کان سے دیکھنے کا کام نہیں لیا جا سکتا اور آنکھ سننے کی قوت نہیں رکھتی اور یہ پابندی اس لیے ہے کہ انسان کے لیے تقاضائے حیات کی تکمیل میں سہولت ہو۔ اگر اشیاء و اجزاء اشیاء اپنے خواص کی جکڑ بندی میں نہ ہوتے تو انسان کا کوئی ترقیاتی اور فطری تقاضا کبھی پورا نہ ہو سکتا۔ لیکن تسخیرِ کائنات کی اس مصلحت کو انسانی زندگی کی غرض و غایت سے کوئی تعلق نہیں۔

قرآنِ حکیم میں اس کی نہایت واضح دلیل ہے:

"اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّأَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ۔ ع ۳)

یعنی اللہ وہی ہے جس نے زمین کو تمہارا فرش اور آسمان کو تمہاری چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس کی تاثیر سے پھل پیدا ہوئے تاکہ تمہارے لیے خوراک حاصل ہو۔ تو اب جان بوجھ کر کسی اور کو اس کا شریک نہ بنانا۔

یہ آخر کا فقرہ ہی دراصل حیاتِ انسانی کا مقصد ہے اور سعدی نے بھی یہی کہا ہے:

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار — شرطِ انصاف نہ باشد کہ تو فرمان نبری

یعنی تمام کائنات انسانی زندگی کی بحالی کے لیے ہے تو انسان کو بھی لازم ہے کہ وہ وحدانیتِ الٰہی سے سرتابی نہ کرے۔ اقبال کا کہنا بھی یہی ہے کہ:

نہ تو زمیں کے لیے ہے، نہ آسماں کے لیے — جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

جہان کا انسان کے لیے ہونا یہی ہے کہ انسان جہان بھر سے اپنی زندگی کے تقاضے پورے کرے لیکن یہ ہرگز مراد نہیں کہ زندگی کے تقاضوں کے ان اسبابِ تکمیل ہی کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے اور جہان ہی کا ہو کر رہ جائے۔

انسان اور کائنات کا باہمی تعلق

انسان اور کائنات کے باہمی تعلقات کا یہی پہلو شعرِ اقبال میں فلسفۂ خودی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن عہدِ حاضر کے اہلِ دانش نے خودی کے اس وسیع اور ہمہ رس نظریے کو نمائے شکم کے دائرے میں محدود کر دیا۔ شارحینِ اقبال میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے خودی کے تصور کو تسخیرِ کائنات کی بے معنی اصطلاح سے نہ جوڑ دیا ہو، ان کے درسِ خودی کو انسانی صلاحیتِ عمل و فکر کا درس قرار دے کر تمام مادی ترقیات کا مرکزِ ثقل نہ سمجھ لیا ہو۔

بلاشبہ اقبال کے اپنے الفاظ میں خودی کا مفہوم محض احساسِ نفس یا تعینِ ذات ہے۔ لیکن اس احساسِ نفس کی تعبیر یہی ہے کہ انسان جس کے لیے تمام جہان بنا ہے، خود جہان کے لیے وقف ہو کر نہ رہ جائے۔ نفسِ انسانی کے تقاضے کو نفسِ انسانی کا مقصد تصور کر لینا ہی خودی کے مقام سے گر جانا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کو انسان کی خدمت پر مامور فرمایا ہے انسان اپنے ان خدام کے آگے سجدہ ریز ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم میں ایک ایسی قوم کا ذکر ہے جس نے غیر اللہ کی پرستش کر کے گویا اپنی خودی کو کھو دیا تھا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل دریائے نیل کو عبور کر کے ایک ایسے مقام پر پہنچی جہاں کے لوگ بتوں کی پرستش میں مصروف تھے۔ انہیں دیکھ کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ "یہ لوگ اصنام کی پرستش کرتے ہیں، اسی طرح کا کوئی معبود ہمارے لیے بھی بنا دیجئے"۔ حضرت موسیٰؑ نے عاکفینِ اصنام کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ (اعراف: ۱۴۰)

یعنی کیسے ممکن ہے کہ میں معبودِ حقیقی کے علاوہ کوئی اور معبود تمہارے لیے تلاش کروں، حالانکہ تم کو خود سارے جہاں پر فضیلت حاصل ہے۔

انسان کا سارے جہاں سے افضل ہونا ہی اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ کسی شے کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو۔ غیر اللہ سے یہی نفرت خودی ہے اور اسی کا نام کفر بالطاغوت ہے:

وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرۃ: پ۳ ع۲)

یعنی جس نے شیطان سے کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط دستاویز کو پکڑ لیا۔

کلامِ اقبال میں ہر جگہ خودی سے کفر بالطاغوت ہی عبارت ہے لیکن مادی ترقیات کی چاشنی نے بہت سے لوگوں کو خودی کے صحیح مفہوم سے بیگانہ رکھا اور اس سے ہر شخص نے یہی سمجھا کہ اقبال نے انسان کی اعلیٰ صلاحیتوں کو کام میں لا کر حصولِ ترقیات کا درس دیا ہے۔ حالانکہ حصولِ ترقیات خواہ کتنا بھی جاذبِ نظر ہو، اس کا نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ——— ع خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟ ———

یہ مقام صرف اسی کا حق ہے جو تمام جہاں سے بغاوت کر کے اللہ کا ہو رہے۔ دنیا کی کوئی سر بلندی ایسی نہ ہو جس کے لیے انسان اپنا سر جھکائے اور اپنی خودی کو اپنے ہاتھوں برباد کرے۔ اقبال کے نزدیک مرگِ خودی کے لیے سوا اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انسان غیر اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو، ہر چند کہ دانشورانِ اسلام نے توحید کی عظمت اور شرک کی مذمت میں بے شمار تالیفات کیں۔ عقائد کی کتابیں ایسے مضامین سے پُر ہیں جن میں وحدانیتِ الٰہی کا درس اور شرک بیزاری کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

لیکن اس مدعا کے حصول کا وہ نصاب جو اقبال نے پیش کیا ہے۔ وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ علمائے اسلام، مشائخ اور صوفیائے کرام نے مظاہرِ کائنات سے نقطہ باری تعالیٰ کے دلائل کو اخذ فرمایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پہلے منطقی براہین سے فقط باری تعالیٰ کو ثابت کیا۔ پھر باری تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کے واسطے سے شرک کی نفی کی، لیکن اقبال کے مکتبۂ فکر نے سبب سے پہلے شرک سے بیزاری کی تلقین فرمائی۔ اور اس کے دلائل کو معرفتِ نفس یا خودی کے تصور سے وابستہ کیا۔

اقبال کا فلسفہ ہمیشہ بڑی حد تک امام غزالیؒ کے اس نظریہ سے ماخوذ ہے کہ اللہ کی معرفت نفس کی معرفت پر موقوف ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک معرفتِ نفس ہی سے اللہ کی ہستی کا سراغ ملتا ہے۔ اقبال معرفتِ نفس سے محض وجودِ باری تعالیٰ کا استدلال نہیں کرتے بلکہ نہایت سیدھے سادھے دلائل کے ناگزیر نتائج کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ:

"جو شخص اپنی ہستی کی حقیقت جان لے گا وہ کبھی کسی کے سامنے سجدہ ریز نہ ہوگا"

اور یہی معرفتِ خویش یا احساسِ نفس یا خودی ہے۔ اس کی قرآنی دلیل یہ ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو من حیث النوع اشرف و احسن وافضلِ خلائق فرمایا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ ایک اشرف ہستی ادنیٰ کے آگے سربسجود ہو"

اقبال کے نزدیک بجا طور پر شناعتِ شرک کفر سے زیادہ ہے۔ خدا کا مطلق انکار بلاشبہ بدترین معصیت ہے۔ لیکن غیر خدا کو خدا بنا لینا اس سے بھی بڑی معصیت ہے۔

؎ منکرِ حق نزدِ ملا کافر است
منکرِ خود نزدِ من کافر تر است

منکرِ خود سے ان کی مراد وہی شخص ہے جس نے غیر اللہ کے آگے سر جھکا کر اپنی خودی کے شرف سے انکار کر دیا ہے۔ کیوں کہ خودی کے اعتراف کی صورت یہی ہے کہ انسان شرک باللہ سے نجات حاصل کرے۔ جس طرح قرآنِ حکیم نے بھی کفر بالطاغوت کو ایمان باللہ کی شرطِ اولین قرار دیا ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسی طرح اقبال بھی خودی کے استحکام کو وحدانیت کی بنیاد مقرر کرتے ہیں۔

؎ مصطفیٰ اندر حرا خلوت گزید مدتے جز خویشتن کس را ندید

کے معنی یہ ہیں کہ پیغمبرِ اسلامؐ کو بھی رسومِ مشرکانہ کے ترک یعنی احساسِ خودی ہی سے معرفتِ حق حاصل ہوئی اور درسِ خودی سے اقبال کا مقصد بھی یہی ہے۔

انسان کا مقصدِ زندگی: بدقسمتی سے ہم اقبال کے درسِ خودی کا پیوند انسان کی ایسی اولوالعزمانہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیتوں سے جوڑتے ہیں جس سے محض مادی مدارج حاصل ہوں ۔ اقبال کے مداحوں کے نزدیک خودی کا زیادہ سے زیادہ اور بلند سے بلند مقصد یہ ہے کہ انسان تسخیرِ کائنات کی قدرت حاصل کرے حالانکہ یہ امر بجائے خود تحصیلِ حاصل کا مصداق ہے ۔ دنیا میں کون سا انسان ایسا ہے جو تسخیرِ کائنات کے عمل میں منہمک نہ ہو ۔ ایک بے خبر جاہل انسان خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان اپنے کھیت سے غلہ کی پیداوار کے لیے آسمانی ، زمینی اور فضائی قوتوں سے بھرپور استفادہ کرتا ہے ۔ ہمارے گھر کی ماما آگ اور پانی کے عناصر ہی سے کام لے کر کھانا پکاتی ہے اور کائنات سے یہ استخدام بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک ماہرِ جواہرات اپنے دارالتجربہ میں بیٹھا ہوا جوہری توانائی سے استفادہ کی راہیں سوچ رہا ہو یا ماہرِ برقیات بجلی سے چلنے والی کلیں تیار کرنے میں مصروف ہو ۔ لیکن کوئی دانشمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ انسانی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ کھیتی باڑی کرے روٹی پکائے یا جوہری اور برقی قوتوں سے ایجادات و اختراعات کرتا رہے ۔ اب اگر کوئی ذہن خودی کے اس اعلیٰ مقصد کو نظر انداز کر کے تکمیلِ خودی کی یہ غایت سمجھے کہ :

" جب انسان کو اس حقیقت کا علم حاصل ہو جائے گا کہ میں اگر کوشش کروں تو کائنات پر حکمران ہو سکتا ہوں "

تو لامحالہ اس کے اندر اپنی خودی کی تربیت کا جذبہ پیدا ہو گا ۔ اس لیے احساسِ خودی کے بعد اقبال نے تربیتِ خودی کا مفصل پروگرام پیش کیا ہے جیسا کہ بعض مستند دانشمندوں نے فرمایا ہے ۔ گویا احساسِ خودی ، تربیتِ خودی کی اصل غایت کائنات پر حکمرانی ہے ۔ اول تو کائنات پر حکمرانی یا تسخیرِ کائنات بجائے خود ایک بے معنی تصور اور یا ایک آرزوئے بے محال ہے کیونکہ خالقِ کائنات کے سوا کائنات پر حکمرانی کسی کی ہو ہی نہیں سکتی ۔ ہاں اگر اس کا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات سے مستفید ہونے کا سب سے زیادہ اہل بنایا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس لحاظ سے ہر انسان کافر یا مسلمان ، مشرق کا ہو یا مغرب کا ہو ، خواہ وہ احساسِ خودی یا تربیتِ خودی کے مفہوم سے بھی نا آشنا ہو ، کائنات پر حکمرانی کر رہا ہے ۔ گلستانِ سعدی کا آغاز ہی اس طرح ہوتا ہے کہ :

" ہر نفسے کہ فرو مے رود ممدِ حیات ست و چوں بر مے آید مفرحِ ذات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس در ہر نفسے دو نعمت موجود و بر ہر نعمتے شکرے واجب؛

یعنی ہر سانس جو اندر جاتا ہے وہ زندگی بخش، اور جب باہر آتا ہے تو فرحت بخش ہوتا ہے۔ لہذا ایک بار سانس لینے پر دو نعمتیں ہیں اور ہر نعمت پر شکر واجب ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر متنفس دم بدم تسخیر کائنات کرتا ہے لیکن سعدی نے زندگی کے اس عملِ تسخیر کو مقصدِ زندگی نہیں بنایا بلکہ زندگی کا مقصد شکرانِ نعمت ہے۔

اس طویل بحث کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ انسانی زندگی کا مقصد تسخیر کائنات قرار دیتے ہیں وہ لوگ جو اسلام اور قرآن کی تعلیمات کا نچوڑ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کا مادی ترقیات میں گوئے سبقت لے جانا ہی قرآن اور اسلام کی تعلیم ہے، وہ سخت ظالم ہیں۔ ان کا یہ ظلم اسلام پر بھی ہے اور قرآن پر بھی۔

کیونکہ نہ اسلام ایسے ردی مقاصد کا علم بردار ہے اور نہ قرآن چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اشرف ترین مخلوق کو مادیات کے مزبلہ میں پھینک دے۔ اسلام اور قرآن دونوں ان سے کہیں بلند مقاصد کی رہنمائی کراتے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ

یعنی دنیا ایماندار کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان دنیا میں ذلت، محنت کشی اور بے بسی کے لیے ہے اور کافر کو ناز و نعم دنیا سے بہرہ ور ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے بلکہ اس ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایماندار کی دنیوی زندگی خواہ کتنی ہی شاندار ہو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں قید خانے کی زندگی سے کم نہیں۔ لیکن کافر کی زندگی خواہ کتنی ہی خستہ حالی اور مصائب میں بسر ہو آخرت کی ذلت آمیز اور پُر عذاب زندگی کے مقابلہ میں گویا بہشت کی زندگی ہے۔

؎ حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف   از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

لہذا قرآن کریم جن مقاصدِ عالیہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ وہ مادی ترقیات نہیں بلکہ روحانی ترقی کا حصول ہے اور یہی اعظم المقاصد اور غایت المرام ہے۔ (جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعی الی الحق مرزا عبدالحمید مرحوم)

فکر ونظر کی بجائے فکر وعمل

محدث کے ادارتی کالم (فکر ونظر) پر ایک تبصرے کی حیثیت سے یہ مضمون جس سیماب صفت شخصیت کے قلم سے نکلا ہے. ربِ لم یزل کی مشیت ہے کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں. حق کا یہ برہنہ داعی لگی لپٹی رکھے بغیر بات کرنے کا عادی تھا. قوم کے امراض پر کڑھتا، منصوبے بناتا، عمل پیرا ہوتا اور پھر اپنی سیمابی طبع کی بنا پر نئی راہیں ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوتا. اپنی زندگی میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اس نے بہتیری وادیاں قطع کیں، بڑے میدان مارے. مختصر یہ کہ اُس کی تمام ترسعی وکاوش اللہ کے لیے اور اس کے نظام کو برپا کرنے کے لیے رہی لیکن اسے اپنے احباب سے بڑے گلے شکوے تھے. وہ انہیں اللہ کے سپاہی دیکھنا چاہتا تھا. اپنی زندگی میں اس کے قلم اور اس کی زبان سے اللہ کے نظام کو برپا کرنے کے لیے جو کام ہوا، لوگ اس سے بے خبر نہیں ہیں. اس کی اثر انگیز خطابت کا اثر ہنوز فضا کو مرتعش کیے دے رہا ہے. دین کا نازک آبگینہ مجروح نہ ہو ــــــ یہ اس کی تمنا تھی. اس نے اس کے لیے جد وجہد کی. پھر جب کسی نے اسے دیوانہ سمجھ کر پتھر برسائے، اس کی زبان سے یہی نکلا ؎

تہنیت گویند مستاں راکہ سنگِ محتسب
بر سرِ ما آمد و ایں آفت از مینا گذشت

قارئینِ محدث، اس کے درد وداغ اور جذب وشوق کی تکمیلات اس مرقع میں دیکھ سکتے ہیں ــــ (ادارہ)

یہ مضمون ماہنامہ محدث جلد ۱، عدد ۶. فکر ونظر کے عنوان سے عبدالغفار اثر کے ایک ایسے مضمون کو پڑھ کر رہا ہوں جو فکر وعمل کی بجائے فکر ونظر اور مرثیہ تک محدود ہے.

پاکستان کو نظریاتی اسٹیٹ بنانے اور کہنے والے ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہوئے. اینگل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوابوں کی اولاد اور ملحد گدا مولویوں کے دریوزہ گر آج مسجد اور کالج میں اسلام کے نام پر جی رہے ہیں۔
راقم الحروف نے اسلام کو دو مردانِ خدا کی زندگی میں دیکھا سمجھا اور ۲۰ سال میں ایک جہاد کو بروئے کار لاکر برای العین اللہ کے کلام کی برکت و عظمت کو دیکھ رہا ہوں۔
میرے قلم سے کالج کے فرنگیانہ دور میں حمایتِ اسلام کا نام لینے والوں کے لیے ۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۰ر مئی ۱۹۴۴ء میں ایک عملی تدبیر بروئے کار آئی اور ترویجِ قرآن کے لیے یہ سطور لکھی گئیں۔

"دین کی غرض و غایت یہ تھی کہ لوگ اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں، وہ دنیا میں غلبہ اور آخرت میں خدائی نعمتوں کو حاصل کر سکیں۔ اسلام مذہب کی جامع صورت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری مبلغِ اعظم۔
ان کی زندگی (اسوۂ حسنہ) اور ان کے بعد صحابۂ کرامؓ کی زندگیاں اسلام کا نمونہ تھیں۔
اسلام کے سچے پیروؤں کا مقصد بھی یہی ہونا چاہیئے کہ ان ہی نمونوں کے مطابق خود بھی اس دنیا میں زندگی گزاریں اور تمام انسانوں کو بھی اس کی ہدایت کریں۔"

قرنِ اوّل کے مسلمان اس حقیقت کو سمجھتے تھے .... ان کا ایک ایک فرد مجسّم دعوتِ اسلام تھا، وہ کہیں جاتے تو تبلیغ کا درد ان کے دل میں ہوتا۔ تجارت کرتے تو اسی کے لیے۔ زراعت کو ہاتھ میں لیتے تو اسی کے لیے۔ غرض کہ دعوتِ اسلام کے بغیر وہ کسی کام کا تصور ہی نہ کر سکتے تھے۔ وہ تبلیغِ اسلام کو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید سمجھتے۔ جنگلوں اور بیابانوں کی بادیہ پیمائی، پہاڑوں کی سر بفلک چوٹیاں، سمندروں اور دریاؤں کی طوفان خیزیاں ان کی تبلیغ کے راستے میں حائل نہ ہو سکیں۔ قید خانوں کی کوٹھڑیوں میں بھی انہوں نے اسوۂ یوسفی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ وہ برابر تبلیغ کرتے رہے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حقیقی معنوں میں وہی عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔

ابتدائی چند صدیوں تک مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ تبلیغ و دعوت ہر مسلمان کا فرضِ حیات ہے۔ مگر اس کے بعد جمود و استبداد نے ان کی قوتوں کو پامال کر دیا اور صرف علماء کا گروہ اس کا اجارہ دار بن بیٹھا۔ دین و دنیا، عالم و عامی کی حد بندی ہوئی۔ دنیا کے حاکم تبلیغِ اسلام سے لاپرواہ ہو گئے اور اس غفلت میں وہ اتنے بے باک ہوتے گئے کہ انجام کار علماء کو بھی اپنی خواہشاتِ نفس کا شکار کرنے کی ٹھان لی،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علما نے حق ظلم کی تلوار کے سائے میں بھی اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کرتے رہے اور ان میں سے اکثر کی زندگیاں آج بھی ہمارے لیے عمل کا بہترین نمونہ ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا عام مسلمان اسوۂ حسنہ سے دور ہوتے گئے تو علما کا ایک طبقہ دنیا پرست بنتا گیا یہاں تک کہ اسلامی تعلیمات فراموش ہو کر رہ گئیں اور بعض ناہنجار گوروؤں اور چیلوں نے اس خیال کو رواج دیا کہ:

"وہ صرف مسلمان کہلوا کر کامیاب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں جنت کے ٹھیکہ دار بھی بن سکتے ہیں"

صدیوں کے تجربے نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ مسلمان اس غفلت اور بدعملی کی وجہ سے ہی دنیا میں ذلیل ہے اور آہستہ آہستہ آخرت کا خوف بھی اس کے دل سے نکلتا جا رہا ہے، اس کی زندگی ایک مادہ پرست انسان سے کچھ جدا نہیں۔ وہ اسی دھارے پر بہ رہا ہے جس پر حیوانی رجحانات اسے بہائے لیے جا رہے ہیں۔

اب زمانے نے کروٹ لی ہے۔ مسلمان کو اپنی غفلت اور زیاں کاری کا احساس ہو رہا ہے۔ وہ جاگ رہا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس کے لیے اسلامی تعلیمات سمجھانے کے اسباب ناپید ہیں۔ نہ کوئی مناسب نصابِ تعلیم ہے اور نہ انتظام —— موجودہ نصابِ تعلیم کے ناخدا یہ چاہتے بھی نہیں کہ مسلمان اسلام سے واقف ہوں اور سچے مسلمان بن جائیں۔

اس لیے کہ جمہور جب بیدار ہو جائیں گے تو ان کی غلامی کا جوا ایک لمحہ کے لیے برداشت نہ کریں گے۔ اللہ کی زمین میں صرف اللہ کا قانون رائج ہوگا اور یہی چیز باطل پرستوں کے لیے پیامِ موت ہے۔

اسلامیات یا دینیات کے لیے موجودہ سکولوں اور کالجوں میں یا تو سرے سے کوئی باقاعدہ نصاب ہی نہیں اور اگر کچھ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں تو ان میں سے اکثر جہاں زبان کے لحاظ سے سو سال پہلے کی ہیں وہاں طرزِ بیان اور ترتیبِ مضامین کے اعتبار سے بھی دورِ حاضر کی ضروریات کو پورا نہیں کرتیں —— میں نے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۲ء تک پندرہ سال متواتر سکولوں اور کالجوں میں تعلیم و تدریس کے تجربے کے بعد محسوس کیا ہے کہ جب تک اسلامیہ سکولوں اور اسلامیہ کالجوں میں قرآنِ عزیز کی لازمی تعلیم کا انتظام نہیں ہوتا اور ایسی رائے عامہ بیدار نہیں ہو جاتی کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملّتِ المسلمین مذہبی تعلیم کے بغیر موجودہ نصابِ تعلیم کو زہر کے گھونٹ سمجھنے لگ جائیں، ملّتِ اسلامیہ کی بگڑی ہی نہیں بن سکتی۔

اسلامیہ کالج لاہور میں ۳ سال کی جدوجہد کے بعد ۱۹۴۳ء میں پہلی مرتبہ قرآنِ عزیز کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ـــــ ہندوستان کے مشاہیر علماء اور ماہرینِ تعلیم سے نصاب کے متعلق مشورہ کیا گیا اور قرآنِ عزیز کے علاوہ عام مذہبی معلومات کے لیے ایک نصاب مرتب ہوا۔ اسلامی تعلیمات اس نصاب کی پہلی کتاب ہے اور ہائی سکولوں اور کالجوں کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو مذہبی امور میں جن معلومات کی ضرورت ہے وہ سلسلہ وار بیان کر دی جائیں تاکہ اس نصاب کی تکمیل کے بعد ایک مسلمان اسلام، تبلیغِ اسلام اور ترویجِ اسلام کی روح کو سمجھ لے اور اس کے دل میں قرنِ اول کے مسلمانوں کے نقشِ قدم پر چل پڑنے کی تڑپ پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ملّتِ اسلامیہ کے غیور فرزندوں کو توفیق دے کہ وہ پہلے خود دین کو سمجھیں اور پھر اس کی اشاعت کے لیے سربکف میدان میں نکل آئیں۔

(۲)

۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان قائم ہوا۔ قائد اعظم نے علامہ اقبال کے ۱۹۳۰ء کے تخیل کو ادھورے عمل میں پیش کیا۔ وہ ایک سال کے بعد چل بسے۔ قائد ملت لیاقت علی خاں کو قتل کیا گیا۔ اینگلو محمڈن ذہنوں اور ان کے کاسہ لیسوں نے اس پاک ملک میں وہ ادھم مچایا کہ اسلامی تعلیمات ان کی عیاشیوں نالائقیوں اور گستاخیوں کے غبار و ہوس میں نظروں سے اوجھل ہو گئیں ـــــ نئی نسل کو اپنے مخصوص نہاد کے لیے نئے سانچوں میں ڈھالنے کے لیے زن، زر، زمین کے تینوں ہتھیار استعمال کیے گئے تا آنکہ ۱۹۵۰ء تک یہ اسلامی ملک ہر طرح غیر اسلامی اور یہ پاکستان پوری ناپاکی کا نمونہ بن گیا۔

راقم الحروف کے اپنے اور بیگانے اس کے درپئے آزار رہے مگر اللہ کی رحمت نے ساتھ نہ چھوڑا ـــــ "جد و جہد" کے نام سے ایک ماہنامہ شروع کیا اس میں "نیا سال اور نئے ارادے" کے عنوان سے یہ اداریہ لکھا:

"یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو وہ سال شروع ہوتا ہے جس کے متعلق افسانے سے زیادہ دلکش اور رومان سے زیادہ دل موہ لینے والی پیش گوئیاں اور سنسنی خیز کہانیاں لکھی جا رہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اقوام کی طرح افراد کی زندگیوں میں بھی ایسے افسانے اور ایسی حقیقتیں کارفرما ہوتی ہیں ——— داعی الی الحق نے بحیثیت کارکن زندگی کا تجزیہ کیا۔ زندگی قبول کر لینے کے بعد اسے مہم سمجھ کر سر کر لینے کی کوشش کی......... مسجد، کالج اور حکومت و سیاست، قومی ادارے، میدان جنگ اور مشرق و مغرب کی دسیسہ کاریوں کا تنقیدی مطالعہ اس کی جولانگاہ رہے ——— ۱۹۵۵ء کا تاریخی سال اس کے لیے ایک پیغام لایا ہے ——— پیغام جنون!

لہٰذا وہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہے اپنا ایک جنون ——— ہاں جنون! یہ جنون نہیں تو اور کیا ہے کہ عالمگیر کساد بازاری، عام قدر ناشناسی اور اپنی پریشان خاطری کے باوجود خدمتِ خلق کے پروگرام کو لے کر میدانِ عمل میں نکلا ہے۔

ماضی کے دھندلکوں میں اسے مایوسیاں، ناکامیاں، قید و بند، بے وفائیاں، اور کج ادائیاں نظر آتی ہیں ——— مگر یہ سب کچھ تو تجربات تھے ——— ان سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ اس کے جسم ناتواں کو نقصان پہنچا۔ اس کی ذات اور خدمت سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا ——— مگر ——— نفع و نقصان کی وہ جنس جو سماج کے ترازو میں تلتی ہے اس نے قبول ہی کب کی؟ ——— اس کا تو اپنا ایک معیار ہے اور وہ اس کے مطابق افراد، سماج اور زمانے کی قدروں کو تولتا رہا ——— مطمئن دل اور ایسی ہمت جو شکست سے ناآشنا ہو، ایسا سرمایہ ہے جس کی بدولت وہ دنیا کا امیر ترین انسان رہا ہے۔

خدائے قادر و توانا کی نصرت اور غیبی اسباب و وسائل ہمیشہ اس کا سہارا بنتے رہے۔ آج بھی ایک نہیں درجنوں دعوتیں ہیں کہ آؤ آرام کے ساتھ پھولوں کی سیج پر بیٹھو ——— تنخواہ اور وظیفے حاضر ہیں ——— صرف تم کو ——— اپنی زبان، اپنی قلم اور اپنے دل کو کسی دوسرے کے ہم نوا کرنے کی ضرورت ہے ——— داعی الی الحق سے ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہوا ہے!

اسی لیے تو وہ، یہ بھاری بوجھ پھر اپنے سر لے رہا ہے اور ایسی حالت میں لے رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے کو دل پر آرے چل رہے ہیں اور دماغ پاشش پاشش ہے ——— لیکن وہ جنون ہی کیا جو عقل و منطق کا پابند ہو ——— جنوں بس جنوں ہے اور اس کی منطق نرالی ہوتی ہے۔

(۲)

اب سوال یہ ہے کہ دنیا دیوانے سے اس قدر کیوں ڈرتی ہے ؟ کیا حرج ہے کہ عقل مندوں کی دنیا میں ایک دو دیوانے بھی آکر اپنا بسیرا بنا لیں۔ پروانے بھی آخر دیوانے ہی ہوتے ہیں ورنہ شمع پر اس طرح جان کیوں دیں۔ دنیا پروانوں کو گوارا کر لیتی ہے۔ پھر کیا حرج ہے کہ تناسخ بستی پر ایک دو دیوانے بھی آ بیٹھیں اور لوگ انہیں برداشت کر لیں۔

لوگ دیوانوں سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ ان کا کام ان کے نزدیک تعمیر نہیں تخریب ہوتا ہے۔ وہ ان کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مخالف اور ان کے خود غرضانہ اور خود ساختہ اصولوں کے دشمن ہوتے ہیں۔

ان کا احمق، ان کے جمود اور ان کی بے حسی کو زندگی، احساس اور حرکت کے بے جنبہ رکھتے وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں دیوانے ان کی عمارت کو آگ نہ لگا دیں۔ ان کے عیش کو غم میں نہ بدل دیں۔

لوگوں کا اندیشہ بے جا نہیں ہے ——— مگر سنیئے ——— سرزمینِ مصر تمدن کا گہوارہ ہے۔ سر بفلک محل کھڑے ہیں۔ آباد عبادت خانوں کے سنہرے گلش دھوپ میں ہزاروں سورج بنے ہوئے ہیں۔ علم کی گرم بازاری ہے۔ حکمت کی ارزانی ہے۔ تہذیب عروج پر ہے۔ تنظیم مکمل ہے۔ حکومت باقاعدہ ہے۔ بادشاہ دنیا بھر میں بادشاہوں سے طاقت ور ہے ——— تنا طاقت ور کہ برملا کہتا ہے:

"اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" ——— میں ہی تمہاری اس دنیا کا سب سے بڑا رب ہوں۔

کیونکہ یہ تمام تنظیم و ترتیب میرے ہی تدبر اور حسنِ انتظام کا نتیجہ ہے۔

یہ مصر کی قوم ہے ——— یہ مصر کا بادشاہ ہے۔

سب باطل ——— سب فریب ——— دفعتاً ایک آواز بلند ہوتی ہے۔ فرمائیے! مصر کی تہذیب کو باطل و فریب کہنے والا آپ کی بول چال میں سیانا ہو سکتا ہے یا دیوانہ ؟

اسی قدر نہیں۔ سب سے بڑا جنون ملاحظہ ہو۔ کہتا ہے کہ میں صدیوں کے غلام اسرائیلیوں کو آزاد کر کے فلسطین کا بادشاہ بناؤں گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل اور جنون کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ متمدن و مہذب اور منظم و طاقت ور مصر کی فوج اپنے زبردست فرعون کے ساتھ سمندر میں غرق ہو جاتی ہے اور غلام اسرائیلی قوم فلسطین کی حکمران ہو کر دنیا کی سب سے بڑی قوم بن جاتی ہے۔

بتائیے! روپے سے بھی بڑھ کر کوئی چیز ہے؟ دولت۔ اقتدار۔ بادشاہی ——— یہی چیزیں ہیں جن پر عقلمندوں کی دنیا رجھی ہوئی ہے۔ لیکن ایک ناصری فقیر پکارتا پھرتا ہے:

"آسمان کی بادشاہت غریبوں کے لیے ہے!"

وہ برملا کہتا ہے:

"سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکل جانا ممکن ہے مگر امیر آدمی کا جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیوں کہ آسمانی بادشاہت ان ہی کی ہے۔"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ ——— یہ یقیناً مجنون کی بڑ ہے مگر آپ تعجب سے سنیں گے کہ آج آپ ہی جیسے کروڑوں عقل مند انسان اس دیوانے کو خدا کا بیٹا کہہ کر پوج رہے ہیں۔

یہ یوسف کنعان ہے یا کوئی بدرِ منیر جو زمین پر اتر آیا ہے ———!

اللہ اللہ کیسی موہنی صورت ہے، دل میں اتری جاتی ہے۔ ابرو کی کمانیں قیامت کے تیر چلا رہی ہیں۔ اور مژگان ہیں کہ سینے توڑے ڈالتی ہیں۔ دراز کاکلیں جن کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھی، مکھڑا جس سے چاند بھی شرمائے۔ جڑواں بھویں، بھرے ہوئے بازو، کشادہ سینہ۔ سڈول بدن۔ کون ہے جو اس صورت پر قربان نہ ہو جائے ——— پھر ——— یہی چاند سا مکھڑا لہولہان ہے۔ جن دانتوں سے مارے شرم کے موتی پانی ہوتے تھے، ٹوٹے ہوئے زمین پر پڑے ہیں۔ رخسار جن پر نازک گلاب نثار ہوتے تھے زخموں سے چور ہیں۔

کیا ہوا ——— ؟ ——— لڑائی کس بات کی ہے؟؟

لڑائی اس بات کی ہے کہ عرب کہتے ہیں، ہم بتوں کو نہیں چھوڑیں گے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے مالک بن جاؤ ——— مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ کو کیا پڑی ہے کہ دوسروں کے لیے خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں ——— آخر اپنا شباب، اپنا حسن، اپنی جان کیوں جوکھوں میں ڈال رہے ہیں۔ خدارا بتاؤ کیا یہ جنون سب سے بڑا جنون نہیں ہے ——— لیکن پھر کیا ہوا!
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں قیصر و کسریٰ کے تاج پڑے دکھائی دیئے یا نہیں؟ آج دیوارِ چین سے بحرِ ظلمات تک کون کون خطۂ زمین ہے جہاں روز پانچ مرتبہ یہ صدا بلند نہیں ہوتی۔

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

دیکھا آپ نے کہ عقل مندوں کی دنیا نے جن لوگوں کو دیوانہ کہا، ان کی اس دنیا کو کس قدر ضرورت تھی اور انہوں نے اس دنیا میں کیسے مبارک انقلاب پیدا کیے!

یقین کیجئے اور تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ دنیا میں کوئی نیک انقلاب بھی کسی عقل مند کے ہاتھوں کبھی انجام پذیر نہیں ہوا۔

یہ سب دیوانے ہی تھے، جنہوں نے وقت اور حالات کے سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا اور نئی دنیا بسا ڈالی ——— آپ کیا جانیں کہ ان جنون کے مبتلاؤں کو اپنی بیماری میں کیا حظ و سرور ملتا ہے ——— ساری دنیا کے خزانے کیا چیز ہیں۔ اگر ماہتاب و آفتاب بھی اتار کر ان کے ہاتھ پر رکھ دیئے جائیں تو بھی وہ اپنے مرض کے اس لطف سے کبھی دست بردار نہ ہوں گے۔ ان کی زبانِ حال ہمیشہ کہتی ہے ؎

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی!
لکھ دیجیو یارب اسے قسمت میں عدو کی

(۴)

بے شک دیوانے کا کام تعمیر نہیں تخریب ہی ہے مگر آپ نے یہ کیوں کر طے کر لیا کہ آپ کو تخریب کی نہیں تعمیر کی ضرورت ہے۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ جس عمارت میں آپ رہتے ہیں، اندر ہی اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہو اور آج ہی کل میں اپنے مکینوں پر گر پڑنے والی ہو!

اگر واقعہ یہی ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی دیوانہ یہ عمارت گرا دے اور آپ کی جان بچ جائے لیکن اگر آپ کی عمارت کھوکھلی نہیں سنگین ہے تو پھر یقین کیجئے ——— ہزار دیوانے بھی اسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

پھر یہ بھی یاد رہے — کوئی دیوانہ یہ کہہ کر نہیں آتا کہ میں آتا ہوں مجھے آنے دو ، وہ تو بس آ دھمکتا ہے — اسی لیے آپ کا یہ دیوانہ بھی عزمِ محکم اور عملِ پیہم کے بل پر آپ کی مجلس میں نازل ہوتا ہے ، اور سچ کہتا ہے کہ آپ کتنے ہی دھکے دیں ، اسے نکال نہ سکیں گے۔ اس کے شور سے آپ چیں بجبیں ہوں گے ، دانت پیسیں گے ، محتسب سے فریاد کریں گے مگر یاد رکھیے یہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ آپ کا سکونِ خاطر برباد ہی کرتا رہے گا کیونکہ اس کے سر میں جو جنون ہے وہ نہ جیتے جی جائے گا اور نہ وہ آپ کو چین لینے دے گا۔ یہ وہ روا ایسا ہے کہ مر جائے تو جائے!

اے کاش! کسی طرح آپ کے دل میں یہ بات اتاری جا سکے کہ آپ کی کھوئی ہوئی عظمت فکر و نظر یا عقل سے نہیں ، ایمان و عمل اور جنون کی راہ میں واپس آ سکتی ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ملتِ اسلامیہ گو مگو ، رسمی اسلام اور تذبذب کا شکار ہے —

اگر اس ملت کے افراد میں سے کچھ اللہ کے نام کے دیوانے بن جائیں پھر ایمان و عمل کے ساتھ ایسے جہاد میں مصروف ہو جائیں جو یَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ یعنی غزاۃ اور شہداء کی منزل تک پہنچے بغیر اپنی زندگی کو نامکمل سمجھیں تو چشم زدن میں دوش ہی پر اپنے آپ کو سوار پائیں۔

ہر زماں یک تازہ جولانگاہ می خواہم از و
تا جنوں فرمائے من گوید دگر ویرانہ نیست

علمی حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت کا باعث ہوگی کہ مفتی وقت حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی کی علم و تحقیق کا گراں قدر مجموعہ ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ کے زیر اہتمام طباعت و اشاعت کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اس کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے جو تقریباً پونے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایمان و اعتقاد ، طہارت و پاکیزگی اور مساجد کے اہم مسائل پر محققانہ بحث ہے۔ علمی معیار اور بلند تحقیق کے لیے محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہی دائمی ضمانت ہے۔

کتابت و طباعت آفسٹ ، کاغذ سفید ، قیمت مجلد ۱۸ روپے علاوہ محصولڈاک۔

ناظم ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ، ڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواجہ عبدالمنان راز ایم اے

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب : .... بدنصیب مصنف : .... مائل خیرآبادی

ضخامت : .... ۴۴ صفحات قیمت : .... ۱/۶۵ روپے

ناشر : ادارہ الحسنات ذیلدار پارک اچھرہ لاہور

بچوں اور بڑوں کے لیے افادی ادب کی تخلیق میں مائل خیرآبادی صاحب کا قابل قدر حصہ ہے۔ وہ سادہ وسلیس اور شگفتہ درواں زبان میں لکھتے ہیں۔ انداز بیان دلکش ہے۔ زیر نظر کتاب "بدنصیب" میں انہوں نے ان دس بدنصیبوں کا حال کہانی کے انداز میں لکھا ہے جن تک اللہ کا دین پہنچا لیکن وہ کسی نہ کسی وجہ سے اس نعمت سے محروم ہو گئے۔ واقعی اس شخص سے زیادہ بدنصیب کون ہو سکتا ہے جس کے سامنے جنت کا راستہ ہو لیکن وہ اپنا رخ بدل کر جہنم کی طرف چل پڑے۔ یہ دس کہانیاں ہم سب کے لیے درس عبرت ہیں۔ بڑوں کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کو خود بھی پڑھیں اور اپنی اولاد اور اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو بھی پڑھائیں۔ جن دس بدنصیب لوگوں کے حالات و واقعات اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں، ان کے نام یہ ہیں۔ ابلیس۔ کنعان۔ سامری، قارون، عبداللہ بن ابی، مسیلمہ کذاب جبلہ بن ایہم اور ثعلبہ۔

نام کتاب : .... پٹانیں مصنف : .... مائل خیرآبادی

ضخامت : .... ۴۰ صفحات قیمت : .... ۲/۲۵ روپے

ناشر : ادارہ الحسنات ذیلدار پارک اچھرہ لاہور

"بدنصیب" اگر ان لوگوں کی زندگی کے حالات پر مشتمل ہے کہ جو حرص و ہوس اور نفس پرستی کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے تو "چٹانیں" ان بزرگ و پاکباز خواتین کی زندگی کے واقعات پر مشتمل ہے جو باطل کے سیل بیکراں میں چٹانوں کی طرح ڈٹی رہیں۔ کوئی ظلم، کوئی لالچ اور کوئی فریب انہیں دین حق سے نہ ہٹا سکا۔ ہر طرح کے مصائب اور تکالیف برداشت کیں لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئیں۔ یہ چالیس ہیں، حضرت فاطمہؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت ام سلیمؓ، حضرت اسماءؓ، حضرت ام عمارہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت ہندؓ بنت عتبہ، حضرت صفیہؓ اور حضرت خنساءؓ۔ ان صحابیات کے حالات پڑھ کر نہ صرف یہ کہ ایمان تازہ ہوتا ہے بلکہ مستحکم ہوتا ہے۔ ادارہ الحسنات نے بڑے خوبصورت پیرایہ میں دونوں کتابیں پیش کی ہیں۔

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔ اربعین نوویؒ ‏ مرتب: حافظ نذر احمد۔ مولانا عزیز زبیدی

ضخامت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۶ صفحات ‏ قیمت: ۱/۶۰ روپے

ناشر: مسلم اکادمی، نذر منزل ۲۹/۱۸، محمد نگر۔ لاہور

زیرِ نظر کتاب اربعین نوویؒ، امام نوویؒ کی منتخب بیالیس احادیثِ رسول کا مجموعہ ہے جسے ایف اے کے طلباء کے لیے موجودہ شکل میں حافظ نذر احمد صاحب نے مولانا عزیز زبیدی صاحب کے تعاون سے مرتب کیا ہے۔ اربعین کا معنی چالیس ہے لیکن اس مجموعہ میں احادیث کی تعداد بیالیس ہے جن میں سے ۲۹ احادیث [illegible] امام نوویؒ نے مزید ۱۳ احادیث شامل کر کے اس مجموعہ کا نام اربعین نووی رکھا۔ مرتبین نے متن اربعین کا ترجمہ، ہر حدیث کا الگ الگ مرکزی خیال و مفہوم اور مشکل الفاظ کے معانی دینے کے علاوہ امام نوویؒ کی زندگی کے حالات، اربعین کی وجہِ تسمیہ اور تاریخ، حدیث کی اہمیت، حدیث کی اقسام، علم حدیث کی اصطلاحات، تدوینِ حدیث اور اس کی تاریخ، مشہور راویوں کے نام، ان سے روایت کردہ احادیث کی تعداد اور احادیث کی مشہور کتب کے متعلق نہایت اہم معلومات شامل کر دی ہیں۔ یہ مجموعہ طلباء کے علاوہ تمام لوگوں کے لیے بھی مطالعہ اور یاد کرنے کی چیز ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

"میری امت میں سے جس شخص نے چالیس احادیث دینی امور کے متعلق یاد کیں، اللہ اسے قیامت کے روز فقیہوں، عالموں اور شہیدوں کے گروہ سے اٹھائے گا۔"

نام کتاب: ۔۔۔۔۔۔۔۔ ارمغان آزاد جلد اوّل ‏ مرتب: ۔۔۔۔۔ ابو سلمان شاہجہان پوری

ضخامت: ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۶۸ صفحات ‏ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵/۵۰ روپے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملنے کا پتہ: مکتبۂ الشاہد علی گڑھ کالونی کراچی - ۴۱

مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت کسی طرح بھی طلسماتی شخصیت سے کم نہیں۔ طلسماتی اس لیے کہ ایسی خصوصیات و صلاحیتوں کے لوگ خال خال ہی نہیں بلکہ صدیوں میں کوئی ایک دو ہی ملتے ہیں۔ وہ ایسی ہستی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے جامع الصفات کی ترکیب انہی کو دیکھ کر وضع کی گئی ہے۔ جناب ابوسلمان شاہجہان پوری نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ:

"ایسی باکمال اور پہلودار شخصیت کے علوم و معارف کے احاطے، فضائل و محاسن کے ذکر اور خدمات کے تذکرے کے لیے علماء کے بڑے بڑے جامع عظیم الشان اکیڈمیوں اور ان کے بے شمار وسائل اور قرنوں کی کوششوں کی ضرورت ہے۔"

لیکن انہوں نے یہ بات ٹھیک نہیں کہی ہے کہ:

"ان پر (مولانا آزاد پر) قلم اٹھانے کے لیے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے، بلاشبہ وہ مجھ میں نہیں۔ مجھے ان پر قلم اٹھانے اور ان کے تذکرے کا حق نہیں پہنچتا تھا!"

کیونکہ ارمغان آزاد اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ ابوالکلام آزاد کو سمجھنے اور سمجھانے میں ان کے قلم نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا ہے۔

ارمغان آزاد، مولانا آزاد کی ابتدائی دور کی شعری اور نثری تخلیقات کا گلدستہ ہے۔ مولانا آزاد کے زنگارنگ گلہائے شعر و نثر کو ابوسلمان صاحب نے اپنی عقیدت اور سلیقہ سے سجایا ہے کہ یہ مجموعہ ارمغانِ آزاد بھی ہے اور ارمغانِ ابوسلمان بھی۔

زیرِ نظر کتاب کے حصۂ اول میں مولانا آزاد کا کلام بڑی عرق ریزی اور محنت سے جمع کر دیا گیا ہے اس میں غزلیات، رباعیات، قطعات، مثنوی اور نعت جیسی اصناف شامل ہیں۔ اردو کے علاوہ فارسی کلام بھی ہے۔ مولانا آزاد کے عکسی کلام سے یہ کتاب گراں قدر اہمیت کی حامل ہو گئی ہے۔ مولانا کے کلام سے پہلے ابوسلمان صاحب نے نہایت دلچسپ اور شگفتہ انداز میں مولانا کے شعری میلان کی تاریخ بھی بیان کر دی ہے۔ اور متن کے ساتھ ساتھ حواشی دے کر کلام کا ذہنی اور تاریخی پس منظر سمجھنے میں آسانی کر دی ہے۔ حصہ دوم گیارہ مضامین پر مشتمل ہے اور مضامین بھی ابتدائی دور کے مثلاً فن اخبار نویسی، جشن تاج پوشی کا کلکتہ میں دلچسپ مشاعرہ، سرمد شہید، ایک بت سیمیں سے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قمار باز، حکیم خاقانی شیروانی وغیرہ۔

ارمغانِ آزاد جیسی کتابیں اس دور میں کم ہی چھپتی ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ علم بھی انہی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کتاب عمدہ، کاغذ اعلیٰ، جلد پختہ، سرورق پر مولانا آزاد کا خیال افروز تصویری خاکہ۔ غرض یہ کتاب جہاں اپنے مواد کے لحاظ سے علمی و تحقیقی ہے وہاں ظاہری صورت میں بھی علمی تاثر دیتی ہے۔

نام کتاب: ...... معرکۂ ایمان و مادیت — تالیف: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ترجمہ: ...... مولانا محمد الحسنی — ضخامت: .... ۱۳۶ صفحات

قیمت: .... ۶ روپے — ملنے کا پتہ: ملک برادرز کارخانہ بازار لائلپور

معرکۂ ایمان و مادیت سیدھے سادے الفاظ میں سورۂ کہف کی تفسیر ہے لیکن یہ معروف انداز میں تفسیر بھی نہیں بلکہ موجودہ دور کی نثری صنف میں علمی مقالہ ہے، ایک بلندپایہ علمی و دینی مقالہ ______ جس میں قرآن و حدیث، تاریخِ قدیم اور معلوماتِ جدیدہ کی روشنی میں سورۂ کہف کا تعارف کرایا گیا ہے۔ تفسیر کا یہ انوکھا اور دل نشین انداز مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا مرہونِ منت ہے۔ یہ طویل مقالہ عربی زبان میں لکھا گیا تھا۔ جس کا ترجمہ مولانا علی میاں کے بھتیجے مولانا محمد الحسنی نے کیا ہے۔ مقالہ کا آغاز ملاحظہ ہو۔

"جمعہ کے روز جن سورتوں کے پڑھنے کا شروع سے میرا معمول ہے۔ ان میں سورۂ کہف بھی شامل ہے۔ حدیثِ نبوی کے مطالعہ کے دوران مجھے علم ہوا کہ اس میں سورۂ کہف پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کو دجال سے حفاظت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کیا اس سورہ میں واقعی ایسے معانی و حقائق اور ایسی تنبیہیں یا تدبیریں ہیں جو اس فتنہ سے بچا سکتی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بار بار پناہ مانگی ہے اور اپنی امت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور جو وہ سب سے بڑا آخری فتنہ ہے، جس کے بارہ میں حضورؐ کا ارشاد یہ ہے کہ آدم کی پیدائش سے قیامِ قیامت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یک دجال سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہے ——— میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کتاب اللہ اور اس کے اسرار و علوم سے سب سے بڑھ کر واقف ہیں قرآن کی ساری سورتوں میں سے آخر اسی سورہ کا انتخاب کیوں فرمایا ہے؟ ———

مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل اس راز تک پہنچنے کے لیے بے تاب ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس خصوصیت کا سبب کیا ہے اور اس حفاظت اور بچاؤ کا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، سورہ سے کیا معنوی تعلق ہے۔ قرآن مجید میں چھوٹی بڑی ہر طرح کی سورتیں موجود تھیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان سب کو چھوڑ کر اس سورت کا انتخاب کیا گیا اور یہ زبردست خاصیت اسی سورہ میں رکھی گئی۔ جملاً مجھے اس کا یقین ہو گیا کہ یہ سورہ قرآن کی ضرور ایسی منفرد سورہ ہے جس میں عہدِ آخر کے تمام فتنوں سے بچاؤ کا سب سے زیادہ سامان ہے۔ جس کا سب سے بڑا علمبردار دجال ہو گا۔ اسی میں اس تریاق کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو دجال کے پیدا کردہ زہریلے اثرات کا توڑ کر سکتا ہے اور اس کے بیمار کو مکمل طور پر شفایاب کر سکتا ہے اور اگر کوئی اس سورہ سے پورا تعلق پیدا کر لے اور اس کے معانی کو جان و دل میں اتار لے تو وہ اس عظیم اور قیامت خیز فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اس کے جال میں ہرگز گرفتار نہ ہو گا"

اس طویل اقتباس کے لیے میں معذرت خواہ نہیں ہوں کیونکہ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ اس اقتباس کے پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان ایسا نہ ہو گا جس کا دل بقایا کتاب پڑھنے پر آمادہ نہ ہو جائے۔ جب تمہید ہی دل و نگاہ پر قابو پا لے تو باقی حصہ پڑھے بغیر کون رہ سکتا ہے۔

آج کا دور روحانیت و مادیت کی کشمکش کا دور ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہم مادیت کے مقابلہ میں روحانی اقدار کی شکست قبول کر چکے ہیں۔ آج ہم اسلام کی بجائے سوشلزم، کمیونزم اور کیپٹلزم کی مثالیں دے کر اپنے اندر ترقی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کشمکش اور اس شکست خوردگی کے عالم میں سورۂ کہف روشنی کا مینار ہے۔ آیئے اس ایمان و مادیت کی کشمکش کے پس منظر میں سورۂ کہف کا مطالعہ کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس معرکہ ایمان و مادیت میں فتح ایمان ہی کی ہے۔ بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی؛

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں نے دیکھا ہے کہ پوری سورہ صرف ایک موضوع پر مشتمل ہے جس کو میں ایمان و مادیت کی کش مکش" یا غیبی قوت اور عالمِ اسباب" سے تعبیر کر سکتا ہوں۔ اس میں جتنے اشارے، حکایات، واقعات، مواعظ اور تمثیلیں گزری ہیں وہ سب انہی معانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں، کبھی کھل کر کبھی در پردہ ——— مجھے اس نئی دریافت یا نئی نتیج پر بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نیا پہلو میرے سامنے آیا۔ مجھے اس کا اندازہ نہ تھا کہ یہ کتاب جو چھٹی صدی عیسوی یعنی آج سے تیرہ سو برس سے بھی پہلے نازل ہوئی، اس دجالی تمدن وتہذیب کی نیز اس کے نقطۂ عروج اور اختتام اور اس کے رہبرِ اعظم کلنٹس کو نبوت کی زبان میں دجال کہا گیا ہے، ایسی سچی اور منہ بولتی تصویر انسانوں کے سامنے پیش کرے گی۔"

معرکۂ ایمان و مادیت کا مطالعہ علوم و معارف کے کئی دریچے کھولتا ہے اور ایمان وایقان کی مہک سے دل و دماغ کو معطر کرتا ہے۔ اس کا مطالعہ علمی تسکین کا باعث ہی نہیں بلکہ روحانی طمانیت اور مسرت کا باعث بھی ہے۔ اس گراں قدر کتاب کو ملک برادرز کارخانہ بازار لائل پور نے بڑی خوبصورت گٹ اپ کے ساتھ پیش کیا ہے۔ لیکن یہ کتاب خواہ کتنے بھی حسین انداز سے پیش کی جائے، اس کے معنوی حسن کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کتاب بتاتی ہے کہ موجودہ نظریاتی بتوں کا جس طرح بننا ایک حقیقت ہے۔ اسی طرح ان کا ٹوٹنا بھی ایک حقیقت ہے۔ بت تراشی اپنا کام کر چکے اور اب بت شکنی کا دور آ رہا ہے۔

نام کتاب: .... اقوالِ مودودی — مرتب: .... سعد بن اسعد

ضخامت: .... ۱۲۰ صفحات — قیمت: .... ۵ روپے

ناشر: گلستان پبلیکیشنز ۴۰ اردو بازار لاہور

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریروں نے مسلمانوں کو ذہنی طور پر حیاتِ نو بخشی ہے انہوں نے زندگی کے ہر شعبے کو اسلام کی کسوٹی پہ پرکھا اور کھرا کھوٹا الگ الگ کر کے رکھ دیا۔ مولانا نے جو کچھ لکھا خونِ جگر سے لکھا، خلوص و دیانت سے لکھا۔ یہی وجہ ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھایا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا حق ادا کر دیا ــــــــــ "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے" اور آج یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ خصوصی طور پر جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں دین پر اعتماد جس قدر پھیلا ہے اس کا بیشتر حصہ مولانا کی تحریروں کا مرہون منت ہے۔ بلاشبہ مولانا کی شخصیت ان شخصیات میں سے ایک ہے جن کے اقوال واعمال رہنما اصول بن جاتے ہیں۔

اقوالِ مودودی، مولانا مودودی کی تحریروں سے منتخب کردہ فقرات اور اقتباسات ہیں جن میں کوئی نہ کوئی فکر انگیز پیغام ہے یا کسی معاملہ میں دوٹوک رائے ہے۔ یہ مجموعہ جماعت اسلامی صوبۂ پنجاب کے امیر سید اسعد گیلانی کے صاحبزادے سعد بن اسعد نے مرتب کیا ہے۔ اقوال کو مختلف عنوانات کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ ان اقوال کو مولانا کی تحریروں کا جوہر ہونا چاہئے تھا لیکن معلوم ہوتا ہے، اتنی محنت اور عرق ریزی سے کام نہیں لیا گیا جس کی متقاضی مولانا جیسی علمی اور سیاسی شخصیت ہے۔ مجموعی طور پر یہ انتخاب کوئی چونکا دینے والی کوشش نہیں، خصوصاً ان لوگوں کے لیے جن کی نظر سے مولانا کی تصنیفات گزرتی رہتی ہیں۔ ظاہری حسن کے لحاظ سے کتاب قابلِ قدر ہے۔ کتابت وطباعت اعلیٰ۔ پلاسٹک کی خوبصورت جلد حسن کو دوبالا کر رہی ہے۔

نام کتاب: کتاب الوسیلہ — مصنف: مولانا عبدالستار محدث دہلوی

قیمت: ۲ روپے — ضخامت: ۱۱۲ صفحات

ناشر: کتب خانہ اشاعت الکتاب والسنۃ گلی نمبرا برنس روڈ کراچی نمبرا

وسیلہ موضوع کوئی نیا نہیں۔ اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت کچھ سنا جا چکا ہے۔ وسیلہ کے سلسلہ میں ایک فریق کا مؤقف یہ ہے کہ وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات بلکہ اولیاء اللہ کا بھی ہے۔ انہی کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ مدد ورحمت فرماتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہ جن کا وسیلہ ہوتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔ دوسرے فریق کا مؤقف یہ ہے کہ وسیلہ محض اعمالِ صالحہ اور دعا کا نام ہے ان کے نزدیک قرآن وحدیث میں کسی بزرگ کی ذات کا وسیلہ نہیں پایا جاتا۔

کتاب الوسیلہ اسی دوسرے فریق کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس میں مولانا عبدالستار صاحب کلانوری نے نہایت دلکش انداز میں قرآن وحدیث اور فتاویٰ ابن تیمیہؒ، تفسیر روح المعانی اور شیخ عبدالقادر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیلانیؒ کے ترمودات کی روشنی میں اپنے موقف کو واضح کیا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ مسئلہ وسیلہ کو منقح کر دیا ہے۔

کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں توسل کے معنی مستند حوالوں سے بیان کیے گئے ہیں دوسرے باب میں توسل بالذات کے حامی فریق کے دلائل اور ان پر تبصرہ و بحث ہے۔ یہ تبصرہ و بحث نہایت علمی اور تحقیقی اسلوب میں ہے۔ تیسرے باب میں قرآن کریم، احادیث نبوی، اقوال محدثین اور ائمہ مجتہدین کی روشنی میں توسل بالذات کے باطل ہونے کے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ یہ باب کتاب کی جان ہے۔ چوتھے باب میں سماع موتیٰ یعنی کیا مردے ... کے موضوع پر بحث ہے جسے بڑے عالمانہ انداز میں نبھایا گیا ہے۔

وسیلہ اور سماع موتیٰ کے موضوع پر یہ ایک گراں قدر کتابچہ ہے۔ اول اول مولانا عبدالستار صاحب کلانوریؒ نے حقیقت التوسل والوسیلہ کے نام سے تصنیف فرمایا تھا اور پھر موجودہ شکل میں کچھ اضافہ کے ساتھ مولانا عبدالستار صاحب محدث دہلوی سابق امام جماعت غرباء اہلحدیث نے طبع فرمایا۔ یہ کتاب دو روپے میں کتب خانہ اشاعت الکتاب والسنہ گلی نمبر ۱ بنس روڈ کراچی نمبر ۱ سے منگوائی جا سکتی ہے۔

تفسیر مظہری

فتح البیان، ابن عباس، الکبیر، جلالین، صحاح ستہ، زوائد لابن حبان، ریاض الصالحین، المشکوٰۃ مع الترغیب والترہیب، زاد المعاد مع سیرۃ النبوی لابن ہشام، المنتقیٰ لابن تیمیہؒ مع مسند دارمی، ابوداؤد محشیٰ از علامہ محمد ابراہیم اہلحدیث ۱۲۹۲ھ (نایاب نسخہ) عون المعبود، تحفۃ الاحوذی، طبقات الحنابلہ، سبل السلام، سیرۃ النبوی لابن ہشام، البدایہ والنہایہ، تذکرۃ الحفاظ، الطبقات لابن سعد، البدر الطالع للشوکانی، الفصل فی الملل والاھواء والنحل لابن حزم مع الملل والنحل شہرستانی، تثبیت دلائل النبوۃ، روض الریاحین، فصوص الحکم، المستطرف، مجمع الامثال، فتح المجید شرح کتاب التوحید، ریاض الصالحین مترجم غزنوی، مشکوٰۃ مترجم غزنوی، غنیۃ الطالبین مترجم، صحاح ستہ مترجم وغیرہ۔

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار لائلپور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L. 7895 MUHADDIS Phone : 80550

* عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــــ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم امت کے لیے رحمت کا باعث ہے -

* علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار ، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا امت کی تباہی کا سبب ہے -

* غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا ، حمیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے -

* تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمت عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے -

* آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــ لیکن

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

* جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عباد صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ـــ لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے -

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

محدث

کا مطالعہ فرمائیے - آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے - ان شاءاللہ ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرز فکر کے حامل ہوتے ہیں -

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ